

غوث اعظم دلیلِ راہِ یقین

ایڈیٹر محمد حبیب اللہ اعظمی



ربیع الثانی 1433ھ بمطابق مارچ 2012ء

فقہ کی بنیاد قرآن مجید میں

درس قرآن

حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی

عقیدہ کی اہمیت

درس حدیث

حضرت علامہ مفتی محمد امین

مسئلہ

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری

مرتبہ صاحبزادہ محمد رفیع رضوی

گستاخ رسول کی سزا

علامہ محمد شہزاد احمد مجتہدی چورانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الصلوة والسلام عليك وعلى آله وأصحابك سيدى يا رسول الله

گجرات
پاکستان

ماہنامہ
اقبال سڈنت

INTERNATIONAL

ربیع الثانی 1432ھ بمطابق مارچ 2011ء

تختِ مقامِ مصطفیٰ کا لقیب
اور
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کا علمبردار

بخیضان نظر شیخ اشباح حضورِ اچھ سپریم سلم قادی شریف
سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد اشرف القادی محدث نیک آبادی

مُشاوَرَت

مفتی محمد معروف بھانی

صاحبزادہ محمد عبداللہ جیلانی

علامہ محمد عبدالرحمن قادی

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادی

علامہ خالد محمود قادی

علامہ اصغر علی قادی

علامہ محمد اعظم قادری اشرفی

قیمت فی شمارہ 20 روپے
زر سالانہ 250 روپے

U.S.A U.K
20 پائونڈ سالانہ 40 ڈالر سالانہ

عرث امارات
100 درہم سالانہ

قانونی مشیر

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

حقیق الہیہ

محمد مسعود قادی

ایڈیٹر

محمد بک اعلیٰ

0333-8403147

0313.9292373

E mail

azmi@qadriaashrafia.com

معاون خصوصی

پروفیسر محمد نذیر الحق کبی

کیلیگرافی

محمد خالد قادی اشرفی

E mail

khalid@qadriaashrafia.com

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

پبلشر محمد مسعود قادی (پرنٹر) سیماں تیمو مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علیٰ مسجد کرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ اقبال سڈنت "الجامعۃ الاشرفیہ علیٰ مسجد کرمی گجرات"

حاصلِ نثرِ نایب

صفحہ: 8

منقبت

فیض رسول فیضان

صفحہ: 4

اداریہ

غوثِ اعظمِ دلیلِ راہِ یقین

صفحہ: 3

حجرِ وِز

سید عارف مہجور رضوی

صفحہ: 15

دارالافتاء

جیوز ٹیلیوژن

نیٹ ورک

صفحہ: 11

درسِ حدیث

عقیدہ کی اہمیت

حضرت علامہ مفتی محمد امین

صفحہ: 9

درسِ قرآن

فقہ کی بنیاد قرآن مجید میں

حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی

صفحہ: 40

نذرانہ غوثیہ

فیض رسول فیضان

صفحہ: 25

گستاخِ رسول کسرا

علامہ محمد شہزاد احمد مجتہدی چوراہی

صفحہ: 20

مسکٹ

علامہ اکر محمد اقبال قادری

مرتبہ: صاحبزادہ محمد روف رضوی

”دفتَرِ ماہنامہ اہلسنت“ الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجدِ کرنی گجرات

ترسیل
زرِ کاپتہ

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے کیا بات ہے اُس شاں کرم جود و سخا کی
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

جان و دل ہوش و بیدار تیری عطائیں مولیٰ یہ جان یہ ایمان یہ قرآن و ہدایت
سب جہانوں کو ترا حسن جلا دیتا ہے ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر کیا سمجھ بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

جز ترے بگزی بنا سکتا ہے کس کی کوئی یہ جرأتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیب یارب ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

تیری تجلید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
دلِ مہجور ترے در پہ صدا دیتا ہے مہجور سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

سید عارف مہجور رضوی

غوث اعظم دلیلِ راہ یقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
غوث اعظم دلیلِ راہ یقین..... یقین رہبر اکابر دیں
اوست در جملہ اولیاء ممتاز..... چوں پیسر در انبیاء ممتاز

(شیخ محقق حضرت عبداللہ محدث دہلوی قدس سرہ)

قال الشيخ قدس سرہ فی القصیدۃ النوریہ:

مریدی لك البشرى تكن على الوفا
اذا كنت فى ضيق فتنجى بهمتى
مریدی تمسك بى وكن بى واثقا
فاحميك فى الدنيا ويوم القيمة
ان المریدی حافظ مما يخافه
واحرسه من كل شر وبلية
ونحن لمن سائنا سم قاتل
فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

اے میرے مرید! تیرے لئے مژدہ ہے تو وفا پر رہ۔ جب تو کسی سختی میں ہوگا پس تجھے ہم چھڑا دیں گے اس سے اپنی ہمت کے ساتھ اے
میرے مرید محکم پکڑ مجھے اور میرے ساتھ پکا ہو جا پس میں مدد کروں گا تیری دنیا میں اور قیامت کے دن بھی۔ میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں اس چیز
سے جس سے وہ ڈرتا ہے اور امن میں رکھوں گا، میں اسے ہر بلا و شر سے۔ اور ہم جو کوئی ہمارے (ہم) سے برائی کرتا ہے، زہر قاتل ہیں۔ پس جو کوئی
اس بات کو نہ مانے، بے فرمانی (نا فرمانی) کر کے تجربہ کر لے۔

(”ضرب القادر علی راس من ینکر من قول شیخنا للہ یا شیخ سید عبدالقادر، مطبوعہ: ۱۳۳۴ھ)

منکر نعرہ ما کو کہ بما عربہ کرد
تا بہ محشر شنود نعرہ مستانہ ما

فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فعلی حضور آہ یہ لکھا تیرا
میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے ارے کوئی کلیجہ تیرا

منقبت

شاہ جیلاں کا گدا ہوں میں غوث الاعظم سے اور کیا مانگوں
 غوث الاغیاء پر فدا ہوں میں اُن سے اُن ہی کو مانگتا ہوں میں
 جن کو پیرانِ پیر کہتے ہیں ہو کرم کی نگاہ ”یامیراں“
 اُن کی تعریف کر رہا ہوں میں غم کے نرنے میں گھر چکا ہوں میں
 جن کو روشن ضمیر کہتے ہیں رشک سے دیکھتے ہیں شیر مجھے
 اُن کے جلوں کو ڈھونڈتا ہوں میں سب بغداد بن گیا ہوں میں
 سب کی گردن پر ہے قدم جن کا مجھ کو صدمے ڈرا نہیں سکتے
 نقشِ پا اُن کے چومتا ہوں میں قادری رہ پہ چل پڑا ہوں میں
 جو بناتے ہیں چور کو ابدال مجھ کو طوفان کیا ڈبوئیں گے
 اُن کے قدموں پہ آپڑا ہوں میں بحرِ مستی میں تیرتا ہوں میں
 خواجہ خواجگان ہیں جن کے غلام مجھ کو منکر نکیر کیا پوچھیں گے
 اُن کی سرکار میں آ کھڑا ہوں میں غوث کا نام چپ رہا ہوں میں
 اولیاء مدح خوان ہیں جن کے کاش فیضان کو وہ اپنائیں
 اُن کا اک منقبت سرا ہوں میں کاش کاش اس سے کہیں ”تراہوں میں“

فیض رسول فیضان

فقہ کی بنیاد قرآن مجید میں

جاتی لیکن چونکہ ایک طبقہ شدت کیساتھ فقہ کی ضرورت کا منکر ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو منہج کردوں منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور احادیث خدا کے پیغمبر ﷺ کے فرمودات کا مجموعہ، قرآنی احکام میں اجمال ہے اسکی تفصیلات احادیث میں ہیں۔

جہاں تک شریعت کے احکام سے باخبر ہونیکا تعلق ہے تو اسکے لئے قرآن وحدیث کے بعد اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ فقہ چند انسانوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ بندہ اور امتی ہونیکا کی حیثیت سے ہم صرف خدا و رسول کے احکام کے پابند ہیں۔ اپنی ہی طرح امت کے چند افراد کی اطاعت ہمارے اوپر قطعاً مسلط نہیں کی جاسکتی۔ شارع کی حیثیت سے بندوں پر یا تو خدا کا قول نافذ ہو سکتا ہے یا رسول کا۔ امت کے چند افراد کے لئے تشریعی منصب تسلیم کرنا اسلام کا نہیں شرک کا تقاضا ہے۔

اس استدلال کے جواب میں سب سے پہلے ہم اس خیال فاسد کی تردید ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ و رسول کے علاوہ کسی اور کی اطاعت اسلام میں شرک ہے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف و صریح فرمان موجود ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ“

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔“ (پ: ۵، ع: ۵)
”اولو الامر“ سے مراد خلفائے اسلام ہوں یا علمائے امت،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
فقہ کا فن عقلی علوم و فنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اس کی بنیادیں موجود ہیں۔ قرآن کریم کے ساتھ علم فقہ کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے ویسے تو جگہ جگہ قرآن میں تدبر، تفکر، اور شعور و ادراک کی دعوت عام ہے۔ لیکن ایک آیت کریمہ میں قرآن نے نہایت صراحت کیساتھ اہل ایمان کو تفقہ کی دعوت دی ہے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے:

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ“ (پ: ۱، ع: ۴)

”پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کر لے۔“

واضح رہے کہ جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے اسی کا نام علم فقہ ہے کیونکہ فقہ ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بے شمار علوم و فنون سے ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق قرآن کی اس آیت کریمہ میں بھی فقہ کی بنیاد ہمیں ملتی ہے:

”وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا“ (پ: ۳، ع: ۵)

”جو حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر سے مالا مال ہوا۔“

فقہ کی ضرورت:

ویسے تو قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص ہی اس امر کے ثبوت کیلئے بہت کافی ہیں کہ مسلمانوں کو فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی تو دین میں تفقہ حاصل کرنے کی دعوت کیوں دی

دونوں طبقے میں سے کوئی بھی نہ خدا کی کامنصب رکھتا ہے اور نہ رسالت و نبوت کا لیکن اس کے باوجود از روئے فرمانِ خداوندی اُن کے حکم ہمارے لئے واجب الطاعت ہیں۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس عقیدے کی تردید کرتی ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی اطاعت ہمارے ہی طرح چند انسانوں کے اقوال کی اطاعت ہے بلکہ ”اولو الامر“ ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت بعینہ اللہ کی اطاعت ہے کہ اللہ ہی کے حکم سے ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس طرح آیت کریمہ:

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔“ (پ: ۵، ع: ۸)

میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اپنے رسول کو اپنا نائب اکبر اور مطاع الکمل بنا کر بھیجا ہے۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ زندگی کے بیشمار احوال و ظروف میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کیلئے ہمیں قرآن و حدیث کے علاوہ بھی کسی اور چیز کی ضرورت ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلے میں ایک بنیادی نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ مصدر احکام اور منبع قانون ہونے کی حیثیت سے قرآن و حدیث ہی اصل ہیں۔ قانون وضع کرنا حق صرف اللہ و رسول کا ہے۔ ائمہ مجتہدین کو ہم شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ قانون کے شارح کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ فقہان مسائل و جزئیات کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شخصی زندگی میں پیش آتے ہیں اور جنہیں ائمہ مجتہدین نے قرآن و حدیث کے اصول و کلیات سے اخذ کیا ہے۔

امت پر ائمہ مجتہدین کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام کے فقہی احکام، قضایا اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل میں انکے اجتہادات کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ طریقہ اخذ کیا کہ نئے نئے حوادث میں قرآن و حدیث کے اصول و کلیات سے احکام کا استخراج کس طرح کیا جاتا ہے۔ کون سا لفظ کتنے معنوں میں مستعمل ہے قرآن کے نصوص سے مفہوم اخذ کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ زمان و مکان، احوال و ظروف اور اشخاص و طبائع کے اختلاف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے، کیوں پڑتا ہے اور کب پڑتا ہے۔ تعبیرات اور انداز بیان سے حکم کی نوعیت معلوم کرنے کا ضابطہ کیا ہے۔ اسناد و رجال کے اعتبار

عقیدہ کی اہمیت

”اگر تم نے دیکھنا ہو کہ مومن کون ہے اور بدعقیدہ کون ہے؟ تو کسی مجمع میں سید و عالم، رحمت کائنات ﷺ کی صحیح احادیث مبارکہ سے شان بیان کرو اور پھر لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ جس کا چہرہ کھل گیا ہے وہ ہشاش و بشاش ہو رہا وہ پکا ہے مومن ہے اور جس کے چہرے پر ناخوشی کے آثار ہوں وہ کبیدہ خاطر ہو رہا ہو وہ بدعقیدہ منافق ہے۔“

سوال:

یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہ نجات کا دار و مدار عقیدے پر ہے لیکن ہر گروہ، ہر جماعت والے یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ ہمارا عقیدہ صحیح اور سچا ہے تو کیوں نہ کہا جائے کہ سارے کلمہ گو حق پر ہیں اور سب بخشش کے حقدار ہیں۔

جواب:

یہ کہنا کہ سارے گروہ اور ساری مذہبی جماعتیں حق پر ہیں اور سب کی بخشش ہو جائے گی، یہ سراسر غلط اور قرآن وحدیث کو جھٹلانے کے مترادف ہے، کیونکہ قرآن مجید میں کلمہ گو نمازیوں، روزہ داروں کے متعلق فرمایا:

”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“
”بیشک منافق لوگ دوزخ میں سب سے نیچے درجے میں ہونگے۔“

نیز ”قرآن مجید“ میں ہے:

”وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَنَارَ جَهَنَّمَ“
”اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں سے دوزخ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

”الصَّارِمُ الْمَسْلُوبُ“ میں ہے:

”التَّصْدِيقُ هُوَ تَعْظِيمُ الرَّسُولِ وَإِجْلَالُهُ۔“

(”الصَّارِمُ الْمَسْلُوبُ“ صفحہ: ۵۱۸)

”تصدیق نام ہے حبیب خدا ﷺ کی تعظیم اور توقیر کا۔“

اور جب مومن کے دل میں رحمت کائنات سید العالمین ﷺ کی تعظیم و توقیر بیٹھ جائے گی، تو سارے اعتراضات وغیرہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ابو جہل نے معراج کا واقعہ سنا اور بھاگا بھاگا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور واقعہ معراج بیان کر کے پوچھا:

”اے ابوبکر! اب آپ کا کیا خیال ہے؟“

تو فرمایا:

”میں اس کو اول تا آخر مانتا ہوں کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سارے صدیقیوں کے سردار ہیں تو دل میں کیسے کوئی اعتراض یا انکار رہ سکتا تھا۔“

الحاصل مومن کے دل میں جب رسول مکرم، حبیب معظم، رحمت دوعا ﷺ کی تعظیم و توقیر بیٹھ جاتی ہے تو وہ ہر شان وعظمت والی بات کو دل سے مان لیتا ہے بلکہ جتنی عظمت و رفعت کی باتیں دیکھتا سنتا ہے اس کا دل باغ باغ ہوتا جاتا ہے۔

سیدی وسندی محدث اعظم پاکستان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے:

کا وعدہ کر رکھا ہے۔“

نیز ”قرآن مجید“ میں ہے:

”وَيُعَذِّبُ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ“

”اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو نیز مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب میں ڈالے گا۔“

نیز ”قرآن مجید“ میں ہے:

”إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ“

”بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں کا فروں کو دوزخ میں اکٹھا کرے گا۔“

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ میں غور کریں کہ منافقوں کا کیا انجام ہوگا حالانکہ منافق لوگ کلمہ گو ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے زکوٰۃ دیتے، اور جنگوں میں بھی شریک ہوتے ہیں، جب ایسے نمازیوں روزہ داروں کا یہ انجام ہے تو یہ کہنا سراسر غلط ہو گیا کہ ہر کلمہ گو بخشش کا حقدار ہے۔ زناں بعد حدیث مبارکہ سن لیجئے تاکہ دل میں کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے۔

حدیث پاک:

”إِنَّ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“

(”رواہ الترمذی“)

”وَفِي رَوَايَةٍ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ ثِنْتَتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ“

(”مشکوٰۃ“ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

”فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) گروہوں میں بٹ گئے اور میری امت بہتر (۷۳) گروہوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے بہتر (۷۲) گروہ دوزخ میں جائیں گے اور صرف ایک جنت جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والا گروہ کون ہوگا؟ تو فرمایا وہ گروہ ہے جو میرے اور میرے

صحاب کرام کے طریقے پر ہوگا اور اس کا نام جماعت ہے۔“

الحمد للہ رب العالمین! اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ سارے کلمہ گو حق پر اور جنتی نہیں بلکہ ان تہتر گروہوں میں سے صرف ایک گروہ ہے جو بخشش کا حقدار ہے باقی سب دوزخی ہیں۔

نیز اس مندرجہ بالا حدیث اور قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ یہ پروپیگنڈا سراسر غلط ہے کہ سارے ہی بخشش کے حقدار ہیں۔

اے میرے مسلمان بھائی مندرجہ بالا چاروں احادیث مبارکہ پر غور کر اور سوچ پھر سوچ کہ یہ ارشادات مبارکہ کسی فرقہ باز ملاں مولوی کے نہیں بلکہ یہ اصدق الصادقین ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہیں جس کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان کہلاتے ہیں، اس کے باوجود اگر تو یہی رٹ لگاتا رہے کہ سب ٹھیک ہیں، سب جنت کے حقدار ہیں، تو تو خود بد عقیدہ ہے۔ تو در پردہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غلط کہہ رہا ہے۔ (خاک بدہن گستاخ) اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے۔

(فقیر ابو سعید غفرلہ)

نیز یہ فرمان کہ جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا۔

الحمد للہ رب العالمین وہ گروہ اہلسنت وجماعت کا ہے کیونکہ تمام صحابہ کرام ادب میں رنگے ہوئے تھے اگر کسی وقت رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا بتاؤ یہ کون سادن ہے یا کونسی جگہ ہے تو صحابہ کرام کا جواب ہوتا:

”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ“

”اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول جانتے ہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جانے رسول کو کیا خبر، لہذا ایسا کہنے والے کہ رسول کو کیا خبر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنت وجماعت گروہ کے ساتھ وابستہ رکھے کیونکہ یہی گروہ ناجی ہے یہی جنت جائے گا۔

اللَّهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى مُعْتَقِدَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَأَحْشُرْنَا مَعَهُمْ
بِمَنِّكَ وَقُضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ بِجَاهِ مَنْ
اتَّخَذْتَهُ حَبِيبًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔“

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ
الطَّاهِرَاتِ أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ۔“

سوال:

اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ نجات پانے والا گروہ صرف
اہلسنت وجماعت ہے؟

جواب:

اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک سے نیز علمائے
کرام محدثین عظام اور بزرگان دین کے اقوال مبارکہ سے پیش کیا جاتا
ہے۔

حدیث پاک:

”عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ تَبْيِضُ وَجُوهُ
أَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُ وَجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعِ۔“

(تفسیر مظہری، سورہ آل عمران)

زیر آیت مبارکہ ”یَوْمَ تَبْيِضُ وَجُوهٌ وَتَسْوَدُ وَجُوهٌ۔“
”قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے چمکتے ہو گئے اور
بد مذہبوں کے چہرے سیاہ ہو گئے۔“

اقوال مبارکہ:

۱: حدیث مبارکہ کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو گئے جن
میں سے صرف ایک گروہ جنتی ہوگا باقی بہتر (۷۲) گروہ دوزخی ہو گئے
یہ پاک بیان کر کے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:
”فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔“

(”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“)

”اس بات میں شک و شبہ نہیں ہے کہ نجات پانے والی
جماعت اہلسنت وجماعت ہیں۔“

۲: غوثوں کے غوث محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم
جیلانی قدس سرہ کا فرمان عالی شان:

”وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَّةُ فِي أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔“

(”آپ کی طرف منسوب کتاب غنیۃ الطالبین“)

”نجات پانے والا گروہ اہلسنت وجماعت کا گروہ ہے۔“
نیز سر کا غوث اعظم قدس سرہ نے ایمان والوں پر لازم قرار
دیا کہ وہ اہلسنت وجماعت کی اتباع کریں، فرمایا:

”فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة۔“

۳: سیدنا امام ربانی مجدد و نور الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:
”شیخ (پیر) اپنے مریدوں کو اس بات کی نصیحت کرے کہ
وہ اپنے عقائد نجات پانے والی جماعت یعنی اہلسنت وجماعت کے
موافق رکھیں اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے ضروری احکام
سیکھ کر ان پر عمل کریں کیونکہ اس راہ میں بغیر ان دو پروں یعنی عقیدہ اور
عمل کے اڑنا محال ہے۔“

(مبداء مہار)

۴: سیدنا امام ربانی مجدد و نور الف ثانی قدس سرہ کا دوسرا ارشاد
مبارک:

”اصل مقصد یہ ہے کہ ہمیں عقائد اہلسنت وجماعت عطا
ہوئے اس دولت کے ہوتے ہوئے اگر ہمیں یہ احوال و مواجید عطا کئے
جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اگر یہ احوال و مواجید نہ بھی ملیں تو ہم
اہلسنت وجماعت کے عقائد کو کافی جانتے ہیں کہ جب یہ دولت ہے تو
سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں کیونکہ احوال و مواجید جو بغیر عقیدہ اہلسنت
وجماعت کے ہوں ہم اسے استدراج اور سر اسر خرابی جانتے ہیں۔“

(”مکتوبات مجددیہ مکتوب“ ۶۷، جلد سوم)

۵: سیدنا امام ربانی مجدد و نور الف ثانی قدس سرہ کا تیسرا ارشاد
گرامی:

”آدمی کیلئے اہلسنت وجماعت کے عقائد کے مطابق
عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل
ہو کیونکہ اہلسنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے جو کہ

ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش نہیں رہتی۔“ (”مکتوب“ ۱۷، جلد سوم)

۶: سیدنا امام ربانی مجدد و نور الف ثانی قدس سرہ کا چوتھا فرمانِ ذیشان، فرمایا:

”دین کے دو جزو ہیں:

”عقیدہ، عمل“

لیکن عقائد دین کے اصول میں سے ہیں اور اعمال فرع ہیں لہذا جس کے عقائد درست نہیں وہ نجات نہیں پاسکتا اور اسکے حق میں عذاب الہی سے خلاصی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں جس کے عقائد درست ہوں اگر اعمال صالحہ نہ ہوں اس کی نجات کی امید کی جاسکتی ہے۔“ (”مکتوب“ ۱۷، جلد سوم)

۷: سیدنا امام ربانی مجدد و الف ثانی قدس سرہ کا پانچواں ارشادِ گرامی:

”پس چاہئے کہ اپنا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے مطابق رکھے اور زید و عمر کی بات پر کان نہ دھرے دوسروں کی لفاظیوں اور بناوٹی باتوں پر اعتبار کرنا اپنے کوتاہی میں ڈالنا ہے۔“ (”مکتوب“ ۲۵۱، جلد اول)

۸: سیدنا امام ربانی مجدد و الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھٹا فرمانِ عالی شان، فرمایا:

”اہلسنت و جماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے کہ پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بال برابر بھی انکی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشفِ صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اہلسنت و جماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اہلسنت و جماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑ اور ان کی جماعت سے نکل گئے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔“ (”مکتوب“ ۵۹، جلد دوم)

۹: سیدنا امام ربانی مجدد و الف ثانی قدس سرہ کا ساتواں ارشادِ مبارک، فرمایا:

”عقل مندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اہلسنت و جماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ اہلسنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے۔“ (”مکتوب“ ۲۲۶، جلد اول)

۱۰: امام ربانی خواجہ مجدد و الف ثانی کا آٹھواں قول مبارک، فرمایا:

”حاصل کلام یہ ہے کہ نجات کا راستہ اقوال میں افعال میں اصول میں فروع میں اہلسنت و جماعت کے ساتھ مطابقت رکھنا ہے کیونکہ یہی جنتی گروہ ہے اور اہلسنت و جماعت کے سوا جتنے گروہ ہیں وہ ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس کو کوئی جانے نہ جانے مگر کل قیامت کے دن ہر شخص جان لے گا مگر اس وقت کا جاننا کام نہ آئے گا۔ یا اللہ ہمیں بیدار کر اس سے پہلے کہ ہمیں موت بیدار کرے۔“ (”مکتوب“ ۲۳، جلد اول)

۱۱: حضور امام ربانی مجدد و الف ثانی قدس سرہ کا نوواں ارشادِ گرامی، آپ دعا کرتے ہیں:

”اللَّهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى مُعْتَدَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَامْتَنَانِي زُمْرَتَهُمْ وَأَحْشُرْنَا مَعَهُمْ۔“ (”مکتوب“ ۶۷، جلد دوم)

”یا اللہ ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں اسی گروہ کے ساتھ موت دے اور ہمارا حشر اسی جماعت کے ساتھ کر۔“

اے میرے عزیز اے میرے آقا کے بھولے بھالے امتی! ذرا غور کرو اور سوچ پھر سوچ کہ اس ولیوں کے ولی نے عقائد اہلسنت و جماعت پر اتنا زور کیوں دیا ہے۔ یہ اسلئے کہ کہیں ہم لوگ دوسروں کی بناوٹی باتیں سن کر ان کے پیچھے نہ لگ جائیں اور اپنی آخرت تباہ نہ کر بیٹھیں۔

”فَأَفْهَمُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ۔“

(ابوسعید غفرلہ)

..... باقی آئندہ شمارے.....

جیو ٹیلی ویژن نیٹ ورک پر دکھائی جانے والی فلموں کا شرعی حکم

وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے گھوڑوں کے غبار کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتا ان فاسقوں اور فاجروں کو ان کے کردار میں پیش کرنا کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کھلی گستاخی اور توہین نہیں۔ جیو ٹیلی ویژن نیٹ ورک اس قسم کی مذموم حرکتوں کا پہلے بھی مرتکب ہوا ہے جس میں دی مینج، دی ٹین کمانڈر اور اب تمثیل حیات طیبہ کے نام سے ایسی فلموں اور ڈراموں کو نشر کر رہا ہے جس میں یقینی طور پر اسلام کی کوئی خدمت نہیں بلکہ یہ ان متفقہ، اولوالعزم مبارک اور پاکیزہ ہستیوں کے کرداروں کو بے وقعت و بے توقیر کرنے کی مذموم سازش ہے اور ان مقدس ہستیوں کی عظمت اور شان جو صدیوں سے اہل اسلام کے سینوں میں ہے اسے نکال باہر کرنے کا شیطانی منصوبہ ہے۔

فلم بنانے والوں نے یہ ناپاک سازش کی ہے کہ ان مقدس ہستیوں کو عام لوگوں کے انداز میں پیش کر کے عوام الناس کے دلوں سے ان کا تقدس ختم کر دیا جائے۔ اور اسی طرح کی فلموں کا ناجائز ہونا اس وقت بھی ہے جب ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کردار اچھے انداز میں دکھائے جاتے، یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کرداروں کو باقاعدہ مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ بعض صحابہ کا حلیہ انتہائی عامیانہ اور گھٹیا دکھایا گیا جس میں ان کی چھوٹی چھوٹی داڑھی دکھائی گئی اور بعض داڑھی منڈے اور باشوں کی طرح لمبے لمبے بال والا دکھایا گیا ہے جیسا کہ فلم دی مینج میں ہے۔

اسی طرح اس فلم میں بعض صحابیات ہندوہی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے پردہ و بے حجاب دکھایا گیا۔ تمثیل حیات طیبہ نامی فلم میں حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پردہ دار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں ”جیو ٹیلی ویژن نیٹ ورک“ نے انبیاء اور صحابہ کرام کی سیرت پر مشتمل فلموں اور ڈراموں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

سائل:

محمد تسلیم، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق الصواب
”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ اے مسلمان تیرے ایمان کو کیا ہو گیا! تیری عشق رسول ﷺ کی شمع کیا مدھم پڑ گئی ہے جو اس طرح کے معاملہ کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں پوچھتا ہے؟ ارے یہ پوچھ کہ اس طرح فلم بنانے والوں، اس کے دکھانے والوں اور برضا و رغبت اسکے دیکھنے والوں پر کتنا سخت گناہ اور عظیم وبال ہوتا ہے۔ رسول پاک ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام و اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مبارک اور پاکیزہ زندگیوں پر مبنی ایسا شرمناک اور ناقابل قبول مواد شائع کرنا جس میں ان مبارک ہستیوں کی تصویریں شائع کرنا اور مختلف خبیث الفطرت لوگوں اور کفار کو ان مبارک ہستیوں کے کردار کے طور پر پیش کرنا حرام حرام اور سخت گستاخی اور بیباکی ہے، ان تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فوراً سچی توبہ کریں ورنہ قہر ہار اور غضب جبار کا شکار ہونے کیلئے تیار ہو جائیں۔

خاتون کا چہرہ دکھایا گیا، اسی طرح حلیمہ سعدیہ جو رسول کریم ﷺ کی رضاعی والدہ ماجدہ ہیں ان کے کردار میں بھی چہرہ اور بال دکھائے گئے ہیں۔ رقص و موسیقی اور دیگر خرافات اس پر مزید برآں ہیں۔

اور فلم ٹین کمانڈز میں تو حد ہی کر دی گئی اللہ تعالیٰ کے معصوم نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھلی توہین کی گئی ہے۔ ان کا حضرت آسیہ کے ساتھ جو تعلق فلما یا گیا وہ نہ صرف اسلامی تاریخ کے صریح خلاف بلکہ انتہائی شرمناک ہے۔ اور پھر اسی فلم میں معاذ اللہ وحی کے نزول کو دکھایا گیا۔

جیو کی انتظامیہ تمثیل حیات طیبہ نامی فلم دکھانے سے پہلے ڈیٹکریشن دکھاتی ہے کہ ہم نے اس فلم میں رسول کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے کردار کے چہرے نہیں دکھائے کیونکہ ان کے چہرے دکھانا بے ادبی ہے۔ اب ہم جیو کی انتظامیہ سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کا ایمان یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین علیہم السلام کے کرداروں کے چہرے دکھانا بے ادبی و توہین ہے تو کیا دیگر صحابہ کرام علیہم السلام مثلاً سید الشہداء امیر مہاجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کردار کا چہرہ دکھانا بے ادبی و گستاخی نہیں؟

یقیناً ہر مومن کا دل یہی کہے گا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ کی تعظیم ہے تو دیگر صحابہ کرام علیہم السلام کی بھی تعظیم ہے جب خلفاء راشدین کے کرداروں کے چہرے دکھانا بے ادبی و گستاخی ہے تو دیگر صحابہ کرام علیہم السلام کے کرداروں کے چہرے دکھانا بھی بے ادبی و گستاخی ہے۔

کتب سیر میں ہے کہ کسی عالم دین کی نقل بھی بوجہ استہزاء کفر ہے تو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم السلام کی نقلیں اتارنا اور ان کی طرح ایکٹنگ کرنا اگرچہ کوئی یہ بھی دعویٰ کرے کہ میری نیت اچھی ہے تب بھی ناجائز و حرام ہے۔ اگر نیت میں کہیں بھی ذرا سی بھی تحقیر یا استہزاء ہو تو یقینی کفر ہے اور فلم بنانے میں مقصود مال بنانا ہوتا ہے اور اسی دوران ہنسی مذاق اور ٹھٹھے و قہقہے، انجوائے کے نام پر کیسے کسی کی نیت محمودہ رہ سکتی ہے؟ اور ایسی بات اور ایسا فعل یا کردار جو حضور جان عالم ﷺ کے شایان شان نہ ہو، ضرور بالضرور حرام ہے اگرچہ اس میں

کسی کی نیت درست بھی ہو۔

”قرآن مجید فرقان حمید“ میں ارشاد رب العزت ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ“

”اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

(”البقرة“ آیت: ۱۰۴)

ذرا غور کیجئے صحابہ کرام علیہم السلام سے بہتر اور شاندار نیت کس کی ہو سکتی ہے جو حضور جان عالم ﷺ کے اشارہ ابرو پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے ان سے بڑھ کر کس کی نیت محمود ہو سکتی ہے مگر یہ لفظ سرکار دو عالم ﷺ کے شایان شان نہیں اس لئے حرام قرار دیا گیا۔

اس طرح کی فلمیں بنانا یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا ہے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کود بنالیا ہے ان کے یہاں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے اصحاب و حواریوں کی تعظیم کا وہ تصور نہیں جو الحمد للہ اسلام نے دیا ہے اسی لئے یہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی کھلی توہین کرنے کو بھی معیوب نہیں سمجھتے بلکہ فخر سے اسے نام نہاد آزادی اظہار رائے کہتے ہیں، اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی پر مبنی فلمیں ان لوگوں نے بنائیں جس میں انہوں نے ان انبیاء کی شخصیت کو انتہائی مسخ کر کے پیش کیا جیسا کہ یوسف پیسیر، ٹین کمانڈز اور دیگر فلمیں اس کی واضح دلیل ہیں گویا انہوں نے اپنے دین اور دینی رہنماؤں کو بھی تفریح کا ذریعہ بنالیا، اور ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتُهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ“

”جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے اس

دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔“

(”سورة الاعراف“ ۵۱)

امام المحدثین قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ“ کی تقسیم رابع کے باب اوّل کی فصل خامس میں امت محمدیہ کا متفقہ مذہب بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پانچویں قسم یہ ہے کہ: قائل کا نہ تو انبیاء کرام علیہم السلام پر نقص لگانے کا ارادہ ہو اور نہ ہی ان پر عیب لگانے یا ان کو برا کہنے کا مقصد ہو لیکن اس کے کلام میں حضور نبی کریم ﷺ کے وصف کا ذکر ہو یا حضور ﷺ کے کسی ایسے احوال کا بیان ہو جو دنیاوی حکم کے مطابق آپ کے لئے جائز ہو اور اس کا یہ ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہو یا اپنے یا کسی دوسرے کو صحیح ثابت کرنے کیلئے بطور دلیل ہو یا اپنے کسی قول و فعل کو آپ ﷺ سے تشبیہ دینے کیلئے ہو یا اس ظلم و رسوائی کو جو اس کو پہنچے انبیاء کرام علیہم السلام کیساتھ روا رکھے گئے ظلم و آزمائش کیساتھ تشبیہ دے اور اس کے اس کلام کا مقصد نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ ہو اور نہ ہی تحقیر کرنا مقصود ہو بلکہ اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے یا کسی دوسرے کیلئے سر بلندی حاصل ہو، یا تمثیل دینے میں اپنی فوقیت ظاہر کرنا مقصود ہو اور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر مقصود نہ ہو یا یہ کلام ہنسی مذاق کے طور پر ہو۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ:

”اگر مجھ میں برائی کبھی جاتی ہے تو یہ بات نبی کریم ﷺ میں بھی کہی گئی ہے۔“

یابہ کہے:

”اگر مجھے جھٹلایا گیا ہے تو کیا ہوا انبیاء علیہم السلام بھی تو جھٹلائے گئے ہیں۔“

یابہ کہے:

”میں لوگوں کی زبانوں سے کیا بچوں گا، اس سے تو انبیاء و رسل علیہم السلام بھی محفوظ نہ رہے۔“

آگے مزید قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کچھ شعراء کی یہاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَرَمَنَ الْخُلْدِ وَاسْتَجَارَ بَنَا
فَصَبَرَ اللَّهُ قُلُوبَ رُضْوَانَ
”وہ شخص جنت سے بھاگ کر ہماری پناہ میں آ گیا
پس اللہ رضوان (دار و نہ جنت) کے دل کو صبر دے“

اور جیسے حسان مصعبی کا شعر ہے جو اس نے محمد بن عباد جو معتد کے نام کیساتھ مشہور ہے اور اس کے وزیر ابو بکر بن زیدون کی مدح سرائی میں مبالغہ کرتے ہوئے کہا:

”كَانَ أَبَا بَكْرٍ أَبُو بَكْرٍ الرِّضَا
وَحَسَّانَ حَسَّانٌ وَأَنْتَ مُعَمَّدٌ“

”گو کیا کہ تیرا وزیر ابو بکر (بن زیدون) ابو بکر صدیق جو بیکر رضا تھے ان کی طرح ہے..... اور (میں شاعر) حسان مصعبی حسان (بن ثابت) کی طرح ہوں جو نبی کریم ﷺ کی نعت کہا کرتے تھے اور تو یعنی محمد بن عباد محمد ﷺ کی طرح ہے۔“

قاضی عیاد مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے مزید فرماتے ہیں:

”ہماری اس فصل میں کلام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جو مثالیں ہم نے بیان کیں لوگ ان سے بچیں کیونکہ اس طرح کے کلام اگرچہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کی سب و شتم (گالی) پر مشتمل نہیں ہیں لیکن اس طرح کے کلام میں ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف یک گونہ نقصان ضرور منسوب کیا گیا ہے۔ اس طرح کے کلام میں نہ تو منصب نبوت کی توقیر ہے اور نہ ہی مقام رسالت کی تعظیم ہے اس میں نہ تو اللہ کے منتخب کردہ ہستیوں کی حرمت کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ ہی ان کے بلند مرتبہ شرف کو پیش نظر رکھا گیا ہے، دنیاوی مال کے حصول کے لئے ممدوح کو جن کیساتھ چاہا (خواہ وہ نبی ہوں یا فرشتے ان کیساتھ) تشبیہ دیدی اور اپنے اوپر آنے والے الزام و عیب کو انبیاء کرام علیہم السلام پر الزام لگانے کیساتھ دور کرنے کی کوشش کی اور ایسی تمثیل دیدی جس سے اس کی مجلس خوش ہو جائے یا ممدوح کی تعریف میں اس لئے مبالغہ کیا کہ اپنا کلام عمدہ ہو جائے اور تمثیل بھی ایسی ہستی کیساتھ دی جن کا اللہ تعالیٰ نے مرتبہ بڑھایا اور ان کے مقام و مرتبہ کو اللہ نے عزت بخشی اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو فرض قرار دیا

اور ان کے سامنے اونچا بولنے اور آواز بلند کرنے کو حرام قرار دیا۔“
پس اس طرح کا کلام کرنے والا شخص اگرچہ مستحق قتل نہیں
لیکن اس کو اس طرح کا کلام کرنے پر سزا ضروری جائے اور قید میں رکھا
جائیگا اور دیکھا جائے کہ اسکے کلام کی برائی کتنی ہے اور وہ ایسے کلام
کا عادی ہے یا کبھی کبھی بکتا ہے اور اس کے کلام کا قرینہ (سیاق و سباق)
کیا ہے اور اپنے کہنے پر نادم ہوتا ہے یا نہیں، پس ان تمام باتوں کی
روشنی میں اسکے حسب حال اس کو سخت سزا دی جائے۔

(”الشفاء بتعريف حقوق المصطفى“، ج: ۲، ص: ۱۳۶،

مکتبہ روضۃ القرآن پشاور)

بعینہ یہ تمام صورتحال مذکورہ مسئلہ میں ہے جس میں جیو ٹیلی
ویژن نیٹ ورک کا واضح مقصد مال کمانا اور سستی شہرت کا حصول ہے،
اور یہ فلمیں دکھانا انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام و اہلبیت اطہار علیہم
الصلوات کی شان میں نقصان اور ان کی وہ عظمتیں اور عزتیں جن کا ہمیں
شریعت مطہرہ نے پاس رکھنے کا ہمیشہ حکم دے کر انہیں جان ایمان
قرار دیا۔ ان عظیم ہستیوں کی شان و محبت کو مسلمانان عالم کے دلوں سے
نکال باہر کرنے کی خطرناک سازش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس
چیز پر روک نہ لگائی گئی تو معاذ اللہ اگلا مرحلہ یہ ہوگا کہ ان عظیم ہستیوں کی
تصاویر عید کارڈ پر چھپنے لگیں گی، اور ان مقدس ہستیوں کی اپنی میڈ
(کارٹون) فلمیں بھی بننے لگیں گی جیسا کہ اس ماہ رمضان سے چند دن
قبل کراچی کے علاقہ برنس روڈ میں ایک پریس پر چھاپہ مارا گیا اور اس
سے ایسی کتابیں برآمد کی گئیں جن میں معاذ اللہ صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ
کے تصویری کارٹون کے انداز بنائے گئے تھے۔

جیو کی انتظامیہ پر فرض ہے کہ اس طرح کی فلمیں جس سے
کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے دکھانا بند کرے اور اعلانیہ
طور پر اسکی معافی بھی مانگے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ بھی کرے
اور اپنے قبلہ کو درست کر لیں اور اپنے مذموم افعال و اقوال و کردار سے
باز آجائیں بصورت دیگر تمام عالم اسلام پر لازم کہ ان کے خلاف
ہر ممکن قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اس نیٹ ورک اور اس مذموم
سازش میں شریک لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:
”وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ“
”ظالموں کی طرف نہ جھکوکے تمہیں آگ چھوئے گی۔“
(”ہود“ آیت: ۱۱۳)

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل فرماتا ہے:
”وَمَا يَنْصِبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“۔ (ترجمہ کنز الایمان)
”جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے
پاس نہ بیٹھ۔“

(”الانعام“ آیت: ۶۸)

حدیث میں ہے:
”لَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا
تَنَاجُوهُمْ وَإِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِذَا مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ
وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ“
”ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو اور ان کے
پاس نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو اور وہ بیمار ہوں تو عیادت کو
نہ جاؤ اور جب مر جائیں تو جنازہ پر نہ ان کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ
نماز پڑھو۔“

(”فتاویٰ امجدیہ“ جلد: ۴، ص: ۳۹۷، مطبوعہ مکتبہ

رضویہ آرام باغ کراچی)

ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان اس بات پر شاہد ہیں اور ان
کے دل یہ گواہی دے رہے ہیں کہ جیو نیٹ ورک کی فلم دی مہیج، ٹین
کمانڈز اور ڈرامہ تمثیل حیات طیبہ ضرور بالضرور ان عظیم ہستیوں کی
شان میں نقصان ہے اور لوگ ان بیہودہ لوگوں کو ان مقدس ہستیوں کے
روپ میں دیکھ کر دو حال سے خالی نہیں ہوں گے سمجھدار اور علم والے
لوگ یقیناً تیز ارہو گئے اور سادہ لوح لوگ ان اداکاروں کو مقدس یا نبی
یا صحابی سمجھیں گے جو خود ایک بہت بڑے فتنے کا دروازہ کھولنا ہے کہ غیر
کو نبی سمجھنا یا غیر صحابی کو صحابی کہنا الامان والحفیظ:

اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے اگر انہیں عقل آئے اور

توفیق توبہ ہو تو ٹھیک ورنہ مسلمان اپنی اپنی بساط کی مطابق ان کے خلاف
ہر ممکن قانونی و اخلاقی اور احتجاجی جدوجہد شروع کریں۔ هذا ما عندی
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ کُتِبَ

عبدالمصطفیٰ مفتی محمد عابد مبارک المدنی

27 دسمبر 2011ء / صفر المظفر 1433ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مولانا مفتی محمد عابد مبارک صاحب جیو ٹیلی ویژن
پر چلنے والے ڈراموں اور فلموں کے متعلق کافی مدلل و مفصل جواب لکھا
ہے۔ اسکی تائید و توثیق کی جاتی ہے، مزید یہ کہ غیر نبی کو نبی بنانا یا ماننا
صریح کفر ہے۔ جن لوگوں نے فلم میں یہ کردار ادا کیا یا اس کردار ادا
کرنے کی ترغیب دی۔ یا اس کردار ادا کرنے پر راضی ہوئے سب کافر
ہو گئے۔ ان پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کریں اور تجدید نکاح بھی کریں
اگر صاحب زوجہ ہیں۔ اور اس فلم کو دیکھنا، چلانا، اسکی سی ڈی وغیرہ
فروخت کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے اور حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ
ایسی لادینیت پر مبنی فلموں کو فوراً بند کروائے اور ایسے لوگوں کے خلاف
ایکشن لے تاکہ آئندہ کوئی ایسی جسارت کا ارتقاب نہ کرے۔ وَاللّٰهُ
تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ محمد عمران غفرلہ

جامعہ نعیمیہ لاہور۔

۳۰، ۲۰۱۱

الجواب صحیح۔

مذکورہ مفتیان گرامی قدر نے ان مذکورہ فلموں کا مشاہدہ
کر کے ان میں کفریہ کلمات کی نشاندہی فرما کر ان کے متعلق کفر کا فتویٰ
صادر کیا اور متعلقہ اداروں کو متوجہ کیا کہ ایسی فلموں کو فی الفور بند کیا
جائے کہ اسلام کسی نبی، کسی صحابی رسول ان برگزیدہ ہستیوں کی توہین کی
اجازت نہیں دیتا، یہی حق ہے اور اس وقت صحیح العقیدہ مسلمان نوجوان
فتوؤں اور شرعی احکام کے ذریعہ اتمام جنت کر رہے ہیں جبکہ نوجوانوں
کے جذبات اس سے بڑھ کر ہیں صرف علماء علماء اور مفتیان کرام کی
بشارت سے ان نوجوانوں کو، الا البلاغ، تک محدود کی کوشش کی جارہی

ہے، اگر نوجوانوں نے مشتعل ہو کر یہ در توڑ دی تو اس کے تمام تر ذمہ
داری اداروں پر ہوگی، اور ان اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان فتنوں
کا سد باب کر کے نوجوانوں کے اشتعال کا ازالہ کیا جائے۔ وَاللّٰهُ
تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

محمد تنویر القادری

مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بقیہ: گستاخ رسول کی سزا

آخر میں میری سُنئیوں سے بھی درمندانہ اپیل ہے کہ اے
میرے بھولے بھالے سُنئی بھائیو! ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوا کرتی۔ اسی
طرح ہر وہ شخص جس کے نام کے ساتھ قادری لگ جائے ضروری
نہیں ہے کہ وہ آپ کا وفادار بھی ہو۔ اے میرے سُنئی بھائیو! امام
احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شخصیت آپ کے لیے
حق و باطل جانچنے کی کسوٹی ہے، آپ ہر شخص کو اسی کسوٹی پر جانچئے،
جو بھی اس کسوٹی پر پورا اُترے اُسے سینے سے لگا لیجئے اور جو اس کسوٹی
پر پورا نہ اُترتا ہو اسے دُور پھینک دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جان، مال
اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

مسک ڈاکٹر محمد علامہ اقبال قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

مزید فرماتے ہیں:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
(علیہ السلام)

اور سنئے:

اے بردلہا رموز عشق آساں کردہ
سینہ ہا را از تجلی یوسفناں کردہ
اے کہ صد طور است پیدا از شان پائے تو
خاک طیبہ را تجلی گاہ عرفاں کردہ
عشق رسالت کی بدولت اہل بیت و پیغمبر پاک کے ساتھ
علامہ اقبال نے اپنی عقیدت کا نیاز مندانہ اظہار کرتے ہوئے حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدیں الفاظ مشکل کشا قرار دیا ہے:
مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ہل اتی
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

برزین کربلا با رید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کا رید و رفت
بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است
سر ابراہیم و اسماعیل بود
یعنی آں اجمال را تفصیل بود
آں امام عاشقان پور بتول
سروے آزاد و بستان رسول
در نوائے زندگی سوز از حسین
اہل حق حریت آموز از حسین

فرزند اقبال سے ملاقات:

علامہ صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمن صاحب فیض پوری
(سجادہ نشین آستانہ ڈھا نگری شریف) رقمطراز ہیں کہ:
”فرزند کشمیر مصور پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال کے لخت جگر
جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال سے چند سال قبل لاہور ان کی قیام گاہ پر
تفصیلی ملاقات ہوئی، اس دوران میں نے اُن سے دریافت کیا کہ:
”ڈاکٹر محمد اقبال کی بیعت کہاں ہے؟“
ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ:

”ان کے دادا کے شیخ نور محمد حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعوان شریف (ضلع گجرات) کے مرید تھے اور اپنے بیٹے
ڈاکٹر محمد اقبال کو بھی اپنے ہمراہ اعوان شریف لے جا کر حضرت قاضی

سلطان محمود قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کرا کے لائے تھے۔“

الحمد للہ ڈاکٹر جاوید اقبال جو فرزند اقبال ہیں کے بیان سے یہ بات ہمیشہ کیلئے واضح ہوگئی کہ علامہ اقبال اور ان کے والد شیخ نور محمد یہ دونوں سلسلہ قادریہ میں پیر صاحب اعوان شریف سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر جاوید اقبال نے یہ بھی بتایا کہ:

”ان کی ولادت سے کئی ماہ قبل ڈاکٹر محمد اقبال، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حزار پاک پر حاضر ہوئے اور اپنے لئے بیٹے کی دعا مانگی۔“

آستانہ عالیہ سرہند شریف سے واپس آئے اور ۹ ماہ بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے ڈاکٹر محمد اقبال کو بیٹا عطا فرمایا، جن کا نام جاوید اقبال رکھا گیا۔ جاوید اقبال پانچ سال کے ہوئے تو ڈاکٹر محمد اقبال انہیں ساتھ لے کر سرہند شریف پہنچے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حضور عرض کی۔

”الحمد للہ جو چیز مانگی تھی وہ مل گئی ہے اور آپ کے حضور سلام کرنے ہمراہ لایا ہوں۔“

ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ سرہند شریف کی اس حاضری کے دوران ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ اشعار کہے تھے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
(رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے بتایا کہ:

”اعوان شریف کی نسبت اور سرہند شریف سے عقیدت

کے علاوہ شرفیور شریف حضرت میاں شیر محمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے بھی ڈاکٹر اقبال کو عقیدت تھی، ملاقات بھی ہوئی۔“

الحمد للہ مفکر پاکستان کی روحانی نسبتیں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کی زبانی ظاہر ہوئیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لاہور میں رہائش پذیر ہیں، جن سے تصدیق کی جاسکتی ہے۔

شجرہ مبارکہ:

ڈاکٹر محمد اقبال کے پیر خانہ کا شجرہ مبارکہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ محمودیہ اعوان شریف حضرت قاضی سلطان محمود سے بواسطہ بزرگان دین بارگاہ رسالت تک پہنچتا ہے۔ (رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ)

تاریخ وصال باکمال:

حضرت قاضی سلطان محمود رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اعوان شریف
یکم شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ، ۲ مئی ۱۹۱۹ء جمعۃ المبارک
گنج بخش فیض عالم اور مجدد الف ثانی (علیہ السلام)
الرحمۃ کے حضور نذرانہ عقیدت:

علامہ اقبال کا چونکہ قادری مسلک تھا۔ اس لئے اولیاء کرام و بزرگان دین سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور بزرگان دین کے حضور انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ خوبصورت الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ حضور گنج بخش فیض عالم کے حضور عرض کرتے ہیں:

سید جویر مخدوم ام
مرقد او پیر سنجر را حرم
خاک پنجاب از دم زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب

اہل علم و فہم:

حضرات غور فرمائیں کہ ان اشعار میں علامہ اقبال قادری

نے ”سید جوہر“ کے مزار شریف کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری کا ”حرم“ قرار دیا ہے، جس میں خواجہ صاحب کے حصول فیض کیلئے داتا صاحب کے حضور حاضری و اعتکاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس کا مجسم تاریخی ثبوت داتا صاحب کے مزار شریف کے پاس اب بھی ”حجرۃ اعتکاف خواجہ معین الدین“ موجود ہے۔ اسی لئے مشہور ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مزار شریف سے حصول فیض کے بعد یہ نعرہ فرمایا کہ:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کمالاں را رہنما
(حَضْرَتُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَندَہُ)

یہ ہے: علامہ اقبال کا مسلک و عقیدہ توحید کہ:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا
جسے مخالفین اہلسنت و مکرین شان رسالت و ولایت اپنی
زبان و قلم سے دہراتے رہتے ہیں لیکن اقبال کے مسلک کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں، کیسی دورنگی و منافقانہ پالیسی ہے۔
ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار
تصرف نگاہ:

علامہ اقبال قادری نے حضرت داتا صاحب کی نظر و نگاہ مبارک کے تصرف کو کیسی اہمیت سے بیان کیا ہے کہ:
از نگاہش خانہ باطل خراب
یعنی آپ کی نظر و نگاہ مبارک میں اتنا جلال و تصرف ہے کہ
آپ کے نگاہ فرمانے سے باطل کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
سوچنے کی بات ہے کہ جن حضرات کی نگاہ سے تقدیریں
بدل جاتی ہیں اور باطل کا خانہ خراب ہو جاتا ہے ان کے باقی خدا داد
تصرفات و اختیارات و کرامات کا کیا عالم ہوگا؟ سبحان اللہ و بحمدہ
امام ربانی مجدد الف ثانی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے حضور حاضری

کو علامہ اقبال نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ:
حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
سبحان اللہ کیسی عقیدت ہے اور مزارات اولیاء کرام
پر حاضری کا کیسا روح پرور انداز ہے۔ اہل علم و فہم حاضر ہوا، مطلع انوار،
ذروں سے شرمندہ ستارے اور پوشیدہ ہے صاحب اسرار کے الفاظ پر
بطور خاص غور فرما کر محظوظ ہوں جبکہ بدعقیدہ بے ادب گستاخ لوگوں کا تو
یہ عقیدہ و نظریہ باطلہ ہے کہ یہ محبوبانِ خدا (معاذ اللہ) ”مرکڑی“ میں
ملنے والے ہیں، ان کی قبریں مٹی کی ”ڈھیریاں“ ہیں، وہاں
حاضر ہونے کی نہ کوئی ضرورت ہے، نہ کچھ حاصل ہوتا ہے بلکہ وہاں
حاضر ہونے والوں کو قبر پرست بدعتی و مشرک اور ”عباد القبور“ کے
جاہلانہ و گستاخانہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور خدا نخواستہ بس چلے تو
محبوبانِ خدا کے مزارات شریفہ کو شہید و نیست و نابود کرنے میں بھی
مصدق:

شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کوئی شرمندگی و خوف خدا محسوس نہیں کرتے۔
چنانچہ مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ و مدینہ منورہ میں جنت البقیع
کا منظر و نجدی مظالم سب کے سامنے ہیں جبکہ اقبال فرماتے ہیں کہ یہ
مزارات شریفہ مطلع انوار ہیں۔

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اور خاک میں پوشیدہ ہیں وہ اسرار
سچ ہے:

آنکھ والا تیرے جلوؤں کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
ایک تحقیقی تاریخی حوالہ:
علامہ اقبال قادری نے فرمایا:

”قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں دہابیت کہا جاتا ہے۔“

(بحوالہ اقبال کے حضور، از ندیر نیازی، ص: ۲۶۲، مطبوعہ اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۷۹ء)

عید میلاد النبی ﷺ اور ڈاکٹر اقبال:

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال چونکہ قادری سلسلہ میں بیعت اور منسلک تھے اس لئے ان کی سیرت و کردار کا سب سے زیادہ ممتاز، محبوب اور قابل قدر جذبہ عشق رسول ﷺ ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کے ساتھ انہیں جو الہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نم ناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا، جہاں کہیں کسی نے حضور اکرم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ان کے سامنے لیا، ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ اس حقیقت کا واضح ثبوت ان کے اردو فارسی کلام کے علاوہ ان کے خطبات، مقالات، بیانات اور مکاتیب سے ملتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ:

ہمیں علامہ اقبال مرحوم کے کچھ نادر و نایات بیانات دستیاب ہو گئے ہیں جو انہوں نے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مقتدر علماء اور اکابرین ملت کے ہمراہ جاری فرمائے۔ ہم انہیں آپ کی نذر کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

☆ انہوں نے عید میلاد النبی ﷺ کے مقدس اور مبارک موقع پر اپنے ایک پیغام میں فرمایا:

”میرے نزدیک انسانوں کی قلبی اور دماغی تربیت کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول ﷺ کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کیلئے تین طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ تو درود و سلام ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو

لائفک ہو چکا ہے۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا آدمی بلند آواز ”اللہم صل علی سیدنا محمد وبارک وسلم“ پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً ترک جاتی ہے۔ یہ درود پاک کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پاک پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔

یوں تو ہندی ہوں میں، دیکھ میرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درود! لب پہ صلوٰۃ و درود!

دوسرا طریقہ:

پہلا طریقہ انفرادی اور دوسرا اجتماعی ہے۔ مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور نبی اکرم ﷺ کی سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو، آپ کی سوانح حیات بیان کرے تاکہ ان کی تقلید کا ذوق و شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔

تیسرا طریقہ:

اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ کہ یاد رسول ﷺ اس کثرت اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے۔ یہ جو ہر انسانی کا کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے۔ یہ کتابیں پڑھنے یا تقریر سننے سے نہیں آئے گا، اس کیلئے کچھ مدت نیکو کار اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

علماء کا فرض ہے:

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کیا کریں تاکہ ہماری زندگی حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے۔

چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول ﷺ کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل نہ صرف قائم رہے بلکہ اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری و ساری ہو جائے۔

تصویر بن جائے۔

اقبال نے سترہ دیگر علمائے کرام اور اکابرین ملت کے ہمراہ فرزند ان اسلام سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کی اپیل کی، جس میں اسوۂ حسنہ کی پابندی اور پیروی پر زور دیا اور اسے تمام مذہبی اور دنیاوی مشکلات کا واحد حل قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:

”اس وقت ہمارا ملک اور مذہب جن مشکلات میں سے گزر رہا ہے، ان کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم ان اخلاق اور اعمال کی اشاعت کریں جن کا نمونہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی ذات سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

۱۲ ربیع الاول کے جلسوں کو بقدر امکان وسعت دی جائے اور منظم کیا جائے۔ سیرت نبوی ﷺ کے عنوان پر ایک مستقل تقریر مرتب کی جائے جس میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے بہت ضروری اور منتخب واقعات درج ہوں۔ اس تقریر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے اور پھر تمام اسلامی مجالس اور اخبارات کامل اتحاد و اتفاق سے اس امر کی پرزور کوشش کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن کا ایک ایک گوشہ اس سے گونج اُٹھے۔“

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۱ اپریل)

علامہ اقبال قادری کا پیغام اتحاد و اتفاق کا پیغام تھا، آپ زندگی بھر اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور حضور رسالت مآب ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ ان کی دلی آرزو تھی کہ مسلمان ہر قدم پر رسول خدا ﷺ کا نقش قدم تلاش کریں اور سیرت طیبہ کو حرزِ جاں اور مشعلِ راہ بنائیں۔ انہی کی محبت میں زندہ رہیں اور انہی کی اطاعت میں جان دیں، فرماتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف
وہ دانائے سُبُل ختمِ الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا!
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی لیسیں، وہی طہ!

علامہ اقبال کی انتہائی خواہش تھی کہ جو جذبہ، جو دلولہ اور جو ذوق و شوق ان کے دل میں موجزن تھا وہ ہم مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔ وہ مسلمان بلکہ انسان کی قلبی اور دماغی تربیت کیلئے اسوۂ حسنہ کی تقلید اور پیروی کو لازمی و لا بدی سمجھتے تھے۔

☆ ۴ اگست ۱۹۲۹ء کو انہوں نے علماء اور اکابرین کے ہمراہ عید میلاد النبی ﷺ منانے کی غرض سے جو بیان دیا اس میں فرمایا:

”تمام مسلمانوں سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اتحاد اسلام کی تقویت حضور سرور کائنات ﷺ کے احترام و اجلال، حضور سروردو عالم ﷺ کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بائیانِ مذہب کا صحیح احترام رکھنے کیلئے ۱۲ ربیع الاول کو ملک کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت کے شایانِ شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔“

علامہ اقبال مرحوم کے نزدیک دنیا کے تمام مسائل اور مشکلات کا حل اسوۂ حسنہ اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم عید میلاد النبی ﷺ کو یوم اتحاد، یوم اخوت، یوم فلاح، یوم حیرت و استقلال کے طور پر منائیں۔ انکی تمنا تھی کہ اس مقدس دن پوری ملت اسلامیہ ”ایک نبی ﷺ کی ایک امت“ کی

مائیں۔“ (۳)

اس آیت کا شان نزول مفسرین نے یوں بیان کیا ہے کہ:
ایک یہودی اور ایک بشیر نامی منافق کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا، ہم اپنے اس معاملے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں، منافق نے اس سے انکار کیا، کعب بن اشرف کے پاس جانے کے لیے کہا، بایں سبب حضور نبی کریم ﷺ حق پر مبنی فیصلہ کرتے کوئی دنیوی غرض و لالچ پیش نظر نہ رکھتے، جبکہ کعب بن اشرف بڑا راشی تھا اس معاملے میں منافق جھوٹا جبکہ یہودی حق پر تھا سو اس نے تحکم الی الرسول ﷺ پر اصرار کیا تو منافق مجبوراً بادل خواستہ یہودی کے ساتھ چل پڑا، دونوں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ دونوں کے بیانات سن کر حضور سرور کائنات ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا، باہر نکلتے ہی منافق نے یہودی سے کہا اس فیصلے میں راضی نہیں ہوں، چلو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ کروائیں، دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے آپ نے آقائے دو جہاں ﷺ کے فیصلے کو ہی برقرار رکھتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منافق پھر بھی نہ مانا، کہنے لگا چلو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ کروائیں دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں مگر یہ فیصلے پر راضی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت حال جاننے کے لیے تصدیق کیلئے منافق سے پوچھا، کیا واقعی حضور ﷺ فیصلہ فرما چکے ہیں؟ اس نے تسلیم کیا ہاں ایسا ہو چکا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں سے فرمایا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف نکل آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے گئے، تلوار اٹھائی، چادر اوڑھی پھر باہر نکلے، اس منافق کی گردن اڑادی، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

یہ بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کراتا ہے۔ وہ ہرنا جماعت نماز میں سورۃ عبس و تولیٰ ہی پڑھتا ہے آپ نے اسے بلا بھیجا، (بغیر مزید تحقیق کے) اس کا سر قلم کروادیا۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ڈاکٹر طاہر نے لکھا ہے:

”یہ بات لائق توجہ ہے کہ اس شخص نے زبان سے قولاً یا فعلاً، اشارۃ یا کنایۃ کسی بھی صورت میں شان رسالت ﷺ میں تنقیص و تحقیر پر مشتمل کوئی کلمہ اپنی زبان سے آپ کے سامنے نہیں کہا بلکہ محض اس کے عمل اور مستقل معمول سے امر واقعہ آپ پر متحقق ہوا کہ اس کے دل میں گستاخی رسول پنہاں ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا اشارہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ سو کسی مزید تحقیق و تفتیش اور صفائی کا موقع دیئے بغیر کہ کس نیت سے تم پڑھتے ہو، کس سے نہیں، نیت کے اعتبارات کو ترک کرتے ہوئے، تفصیلات میں جائے بغیر بے ادبی و گستاخی رسول کے جرم پر اس کا سر قلم کر دیا۔“ (۳)

اس سے پتا چلا کہ گستاخی صرف قولاً یا فعلاً، اشارۃ یا کنایۃ ہی نہیں ثابت ہوتی، بلکہ بعض دفعہ کیفیات سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ جب کیفیات سے گستاخی ثابت ہوتی ہے، تو ایک شخص جو اتنا عرصہ گستاخ رسول کی سزا کے قانون کو کالا قانون کہتا رہا، اس کے اس قول سے گستاخی کیوں نہیں ثابت ہوتی ہے۔

گستاخ رسول کا فیصلہ تلوار فاروقی سے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نَزَّلَ إِلَيْكَ وَمَا نَزَّلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَيْكَ أَلَيْسَ لَكَ بِذَلِكَ قَوْلًا يَكْفُرُونَ“

”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیچ بنا لیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ

۳: تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۶۲ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۴: ”النساء: ۶۰“ ”کنز الایمان“۔

”هكذا أقتضى علي من لم يرض بقضاء الله وقضاء
رسوله۔“ (۵)

”میں اس طرح فیصلہ کرتا ہوں اس شخص کے بارے میں
جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے سے راضی نہ ہو۔“
یہ خبر پھیل گئی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچی، کہا
گیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کلمہ گو مسلمان کو ناحق قتل کر دیا
ہے، اس موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ما كنت اظن عمر يجترئ على قتل مومن۔“
”میں گمان نہیں کرتا کہ عمر کسی مومن کے قتل کا گمان کرے۔“
اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدام کو
درست قرار دیتے ہوئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔“

”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے
جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم
فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔“ (۶)
گویا جو حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو آخری قطعی و حتمی نہ
سمجھتا، اسے بدل و جان تسلیم نہیں کرتا، وہ سرے سے ایمان دار ہی
نہیں اور اسے آپ ﷺ کی بے ادبی و گستاخی، توہین و تنقیص اور حکم نہ
ماننے کی صورت میں قتل کرنا ایک مومن کو قتل کرنا نہیں بلکہ ایک گستاخ

رسول اور مرتد کو قتل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بشیر منافق کے قرابت
داروں نے خون بہا کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نفسیات
وصفات سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ۔“
”ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم
پوشی کرو۔“

قاضی ثناء اللہ پانی پتی مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیریوں بیان
کرتے ہیں:

”فَاعْرِضْ عَنْهُمْ اِى عَنْ قَبُولِ اعْتِذَارِهِمْ اَوْ عَنْ
اجَابَتِهِمْ فِى مَطَالِبَةِ دَمِ الْمَقْتُولِ فَانْ دَمَهُ هَدَرَ۔“ (۷)

”آپ ان کے عذر کو قبول کرنے یا مقتول کے خون کے مطالبے
کا جواب دینے سے انکار کر دیں اس لیے کہ اس کا خون رائیگاں وضائع گیا۔“
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام قتل
کو درست قرار دیتے ہوئے اور اس پر شہادت و گواہی کے لیے اس
موقع پر جبرائیل امین بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے، عرض کیا:

”إن عذركم بين الحق والباطل۔“ (۸)
”یقیناً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق و باطل کے
درمیان فرق کر دیا۔ اس واقعہ پر حضرت عمر کو فاروق کا لقب ملا اور آپ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”لعمرات الفاروق۔“ (۹)

۵: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۲/۵ دار الشعب القاهرة۔ وبغوی فی تفسیر بغوی ۱/۳۲۶ دار المعرفة بیروت۔ وسیوطی فی الدر المنثور
۲/۵۸۲ دار الفکر بیروت۔ والوسی فی روح المعانی ۵/۱۸۰، ۶/۱۹۳ دار إحياء التراث العربی بیروت۔ مراد آبادی فی خزائن العرفان حاشیہ
کنز الایمان ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۶: ”النساء: ۶۵“ ”کنز الایمان“۔

۷: پانی پتی فی تفسیر المظہری ۲/۱۵۶ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ۔

۸: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۲/۵ دار الشعب القاهرة۔ والوسی فی روح المعانی ۵/۱۸۰، ۶/۱۹۳ دار إحياء التراث العربی
بیروت۔ والزمخشري فی الکشاف ۱/۵۵۴ دار إحياء التراث العربی بیروت۔ والرازی فی التفسیر الکبیر ۱۰/۱۲۳ دار الکتب العلمیة بیروت۔
وبغوی فی تفسیر البغوی ۱/۳۲۶ دار المعرفة بیروت۔ وبيضاوی فی تفسیر البيضاوی ۲/۲۰۴ دار الفکر بیروت۔ والثعالی فی الجواهر الحسان
فی تفسیر القرآن ۳/۳۳۴ مؤسسة الأعلی للمطبوعات بیروت۔

۹: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۲/۵ دار الشعب القاهرة۔ والرازی فی التفسیر الکبیر ۱۰/۱۲۳ دار الکتب العلمیة بیروت۔ والزمخشري فی
الکشاف ۱/۵۵۴ دار إحياء التراث العربی بیروت۔ ابن عربی فی أحكام القرآن ۱/۵۵۴ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔ والسمعانی فی
تفسیر القرآن ۱/۳۲۶ دار الوطن الرياض۔

”اے عمر آج سے تم فاروق ہو گئے۔“

ڈاکٹر طاہر کے ممدوح ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

”هو ادنى من انواع الاستخفاف به فكيف باعلاهم“ (۱۰)

یعنی یہ عمل اہانت و گستاخی رسول اللہ ﷺ کی ادنیٰ و کم ترین

انواع و اقسام میں سے ہے، پس اعلیٰ درجے کی گستاخی و اہانت پر کیسی سزا نافذ ہوگی؟

یہ پورا واقعہ نقل کرنے کے بعد ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

”یہ بات قابل غور ہے یہاں اس گستاخی نے زبان سے

بے ادبی و گستاخی کے الفاظ نہیں کہے بلکہ گستاخی فقط اتنی تھی اس نے

حضور اکرم ﷺ کو فیصل و حکم مان کر آپ کا فیصلہ سننے کے بعد اسے ماننے

سے انکار کیا، یہ گستاخی و اہانت صریح گستاخی کے ان معاملات سے

بہت ہلکی ہے جن میں زبان کیساتھ بارگاہ نبوت ﷺ میں نازیبا کلمات

کہے جائیں یا تحریراً گستاخی کا کوئی پہلو عیاں ہو، سو یہ معمولی درجے کی ہلکی

و خفیف نوعیت کی گستاخی تھی مگر باوجود اس کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اس جرم کی سزا بھی قتل تجویز فرمائی بلکہ اس کے

فوری نفاذ کے سلسلے میں حق تو بہ سے بھی مجرم کو کلیتاً محروم کر دیا۔“ (۱۱)

حضرت عمر نے جب حضور ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے کے جرم

میں منافق کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی تائید کی مہر لگادی اور

حضور ﷺ نے حضرت عمر کو فاروق کا لقب عطا فرمایا، پس ثابت ہوا کہ

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے کی سزا قتل ہے، یہی اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ آج بھی کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کے فیصلے کو ماننے سے انکار کرے اور اسے کالا قانون کہے

تو اسے قتل کرنا حضرت عمر کی سنت ہے، اس تائید کی کرنا اللہ تعالیٰ کی

سنت ہے اور ایسے گستاخ کو قتل کرنے والے سے قصاص کا مطالبہ

کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

یہ معنہ بھی حل ہو گیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے یہ جوتویٰ

دیا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کرنے والے کی سزا موت ہے، تو یہ کس کے

طریقے پر ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر چھ شامیں رسول کے قتل کا

حکم:

جب مکہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان کیا لیکن

چار مردوں اور دو عورتوں کو اس عام معافی سے مستثنیٰ قرار دیا، جن کے

نام یہ ہیں:

۱: عبد اللہ بن خطل اور اس کی دو کنیریں، ۲: قریبہ اور، ۳: سارہ،

۴: عکرمہ بن ابو جہل، ۵: مقیس بن صبابہ، ۶: عبد اللہ بن ابی السرح۔

حضور ﷺ نے ان کا خون مباح قرار دیا اور حکم فرمایا کہ:

”اقتلوهم وإن وجدتموهم متعلقين بأستار الكعبة۔“ (۱۲)

”انہیں قتل کر دو اگر چہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ ہی کیوں

نہ لٹکے ہوئے ہوں۔“

عبد اللہ بن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹک گیا، صحابہ

کرام نے حضور ﷺ سے کہا:

”إِنَّ بْنَ خَطْلٍ مُّتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكُعْبَةِ۔“ (۱۳)

”ابن خطل کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے۔“

۱۰: ابن تیمیہ فی الضارم المسلول علی شاتم الرسول ۲۳۹/۳ دار ابن حزم بیروت۔

۱۱: تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۷۰ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۲: أخرجه النسائي في السنن الكبرى ۳۰۲/۲ باب: الحكم في المرتد، رقم ۳۵۳۰ دار الكتب العلمية بيروت والدكتور طاہر فی تحفظ ناموس رسالت،

صفحہ: ۲۳۵ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۳: أخرجه البخاري في الصحيح ۲۵۵/۲ باب: دخول الحرم ومكة بغير إحرار، رقم ۱۱۰۷/۳، ۱۷۴۹ باب: قتل الأسير وقتل الصبر، رقم

۹۸۹/۲، ۲۸۷۹ باب: أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، رقم ۳۰۳۵ دار ابن كثير بيروت ومسلم في الصحيح ۹۸۹/۲

باب: دخول مكة بغير إحرار، رقم ۱۳۵۷ دار إحياء التراث العربي بيروت وأبو داود في السنن ۲۰۳ باب: قتل الأسير ولا يعرض عليه

الإسلام، رقم ۲۲۸۵ دار الفكر بيروت وترمذی في السنن ۲۰۲/۲ باب: ما جاء في المغفر، رقم ۱۲۹۳ دار إحياء التراث العربي بيروت ونسائي في

السنن الكبرى ۳۸۲/۲ باب: دخول مكة بغير إحرار، رقم ۳۸۵۰، ۱۷۱/۵ باب: التحصين من الناس، رقم ۸۵۸۴ دار الكتب العلمية بيروت۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

”اقتلوه۔“ او کما قال (۱۳)

”اسے قتل کر دو۔“

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا:

”فاستبق إليه سعيد بن حريث وعمار بن ياسر فسبق

سعيد عمار او كان أشب الرجلين فقتله۔“ (۱۵)

”اسے قتل کرنے کیلئے سعید بن حریث اور عمار بن یاسر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما دوڑے، سعید عمار کی نسبت نو جوان تھے، آپ سبقت لے

گئے اور اسے قتل کر دیا۔“

اللہ اکبر! گستاخ رسول کا خون کس قدر بے قیمت ہے کہ

حرم شریف، خصوصاً جہاں کعبہ کی عمارت ہے، وہاں تو جوں تک مارنا حرام

ہے، لیکن گستاخ رسول کو وہیں قتل کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور صحابہ بھی

ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہیں۔ گویا گستاخ رسول کے خون

کی اتنی قیمت بھی نہیں بنتی کہ ایک جوں کی ہے۔ یہاں ڈاکٹر طاہر

القادری کیلئے مقامِ عبرت ہے جو یہ کہتا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کر نیوالے

کو موت کی سزا ملنی چاہیے۔ (الامان والحفیظ)

مقیس بن صبابہ کا جو انجام ہوا وہ بھی ملاحظہ کیجیے:

”وأما مقيس بن صبابة فأدرك

الناس في السوق فقتلوه۔“ (۱۲)

”اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں (صحابہ کرام علیہم الرضوان)

نے بازار میں جالیا تو اسے وہیں قتل کر دیا۔“

حضرت زبیر کا ایک مشرک کو قتل کرنا:

”عن عكرمة مولى بن عباس أن النبي صلى الله

عليه وسلم سبه رجل من المشركين فقال من يكفيني عدوى

فقال الزبير أنا فبارزه الزبير فقتله فأعطاه النبي صلى الله عليه

وسلم سلبه۔“ (۱۷)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ مشرکین میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا تھا آپ نے

فرمایا کون ہے جو میرے دشمن سے میرا بدلہ لے؟ حضرت زبیر (بن

عوام، آپ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

بھتیجے) نے کہا میں، چنانچہ حضرت زبیر نے اس سے مقابلہ کیا یہاں تک

کہ اسے قتل کر دیا نبی ﷺ نے مقتول کے جسم کا تمام سامان حضرت

زبیر کو دے دیا۔“

حضرت خالد بن ولید کا ایک گستاخ عورت کو

قتل کرنا:

”أن امرأة كانت تسب النبي صلى الله عليه وسلم

۱۳: أخرجه البخاری فی الصحيح ۶۵۵/۲ باب: دخول الحرم ومكة بغیر إحرار، رقم: ۱۷۴۹، ۱۱۰۷/۳ باب: قتل الأسير وقتل الصبر، رقم: ۲۸۷۹ دار ابن

کثیر بیروت، ومسلم فی الصحيح ۹۸۹/۲ باب: دخول مكة بغیر إحرار، رقم: ۱۳۵۷ دار إحياء التراث العربی بیروت، وابو داؤد فی

السنن ۶۰/۳ باب: قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام، رقم: ۲۶۸۵ دار الفکر بیروت، وترمذی فی السنن ۲۰۲/۲ باب: ما جاء فی

المغفر، رقم: ۱۶۹۳ دار إحياء التراث العربی بیروت، ونسائی فی السنن الکبریٰ ۳۸۲/۲ باب: دخول مكة

بغیر إحرار، رقم: ۱۷۱/۵، ۳۸۵۰ باب: التحصين من الناس، رقم: ۸۵۸۲ دار الکتب العلمیة بیروت.

۱۵: أخرجه نسائی فی السنن الکبریٰ ۳۰۲/۲ باب: الحكم فی المرتد، رقم: ۳۵۳۰ دار الکتب العلمیة بیروت، والدکتور طاہر فی تحفظ ناموس

رسالت، صفحہ ۲۲۵، منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۱۶: أخرجه النسائی فی السنن ۳۰۲/۲ باب: الحكم فی المرتد، رقم: ۳۵۳۰ دار الکتب العلمیة بیروت، والدکتور طاہر فی تحفظ ناموس

رسالت، صفحہ ۲۲۶، منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۱۷: أخرجه عبد الرزاق فی المصنف ۲۳۷/۵ باب: السلب والمبارزة، رقم: ۳۰۷۵، ۹۴۷۷ باب: من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع

به وعقوبة من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم: ۹۷۰۲ المكتب الإسلامي بیروت، والہندی فی كنز العمال فی سنن الأقوال

والأفعال ۸۹/۱۳، رقم: ۳۶۲۱۹ دار الکتب العلمیة بیروت، وابن تیمیة فی الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۲۸۱/۲ دار ابن حزم

بیروت، والدکتور طاہر فی تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۳۹، منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهَا۔“ (۱۸)

”ایک عورت نبی ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، نبی ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے دشمن سے بدلہ لے؟ حضرت خالد بن ولید اس کی طرف نکلے اور اسے قتل کر دیا۔“

بوڑھے گستاخ ابو عصفک کا قتل:

جب حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ایک بوڑھا شخص جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور اس کا نام ابو عصفک تھا۔ وہ حضور ﷺ سے دشمنی کا اظہار کرتا، لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکاتا اور نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا تھا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس نے ایک نظم لکھی جس میں اس نے گالیاں بکسیں۔ حضور ﷺ نے اس کی گالیاں سنیں تو فرمایا کہ کون ہے جو اس شخص کو قتل کرے؟ حضرت سالم بن عمیر اس کام کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ رات کے وقت ابو عصفک کے پاس گئے، وہ سو رہا تھا، آپ نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں چھودی یہاں تک کہ وہ اس کے پیٹ سے پار ہو گئی، وہ چیخا اور مر گیا۔ (۱۹)

قبیلہ حطمہ کی ایک عورت کا قتل:

”عن ابن عباس قال هجت امرأة من خطمة النبي صلى الله عليه وسلم فقال من لي بها فقال رجل من قومه انا يا رسول الله فنهض فقتلها فاخبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا ينتطح فيها عتران۔“ (۲۰)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ حطمہ میں سے ایک عورت نے حضور ﷺ کی شان میں ہجو کی، آپ نے فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے گا؟ اس کی قوم میں سے ہی

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) میں یہ کام کروں گا، پس وہ اٹھا اور اس گستاخ عورت کو قتل کر دیا اور نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے قصاص میں نیزہ خون آلود نہیں کیا جائے گا۔“

شاتم رسول کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

”حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ فَإِنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَاتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمْلُكَنَّ قَالَ إِنَّا قَدْ أَتَبَعْنَاهُ فَلَا نَحِبُّ أَنْ نَدْعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَى شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تَسْلِفَنَا وَسَقَاءُ أَوْ سَقِينِ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْثَدَةَ يَدُ كُرُوسَقَاءُ وَوَسَقِينِ أَوْ فُقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسَقَاءُ وَوَسَقِينِ فَقَالَ أَرَى فِيهِ وَسَقَاءُ وَوَسَقِينِ فَقَالَ نَعَمْ أَرَهُنَوْنِي قَالُوا أَى شَيْءٍ تُرِيدُ قَالَ أَرَهُنَوْنِي نَسَانُكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرُهِنُكَ نِسَاءً نَاوَأْتُ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارَهُنَوْنِي أَبْنَاءُ كُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرُهِنُكَ أَبْنَاءَ نَافِيسٍ أَحَدُهُمْ فَيَقَالُ رُهِنَ بَوْسُقٍ أَوْ وَسُقٍ هَذَا عَارِ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرُهِنُكَ اللَّامَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السَّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبِ بْنِ الرِّضَاعَةِ فَدَعَاهُمُ إِلَى الْحِصْنِ فَفَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرُو قَالَتْ أَسْمِعْ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ وَرَضِيْعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بَلِيلٍ لِأَجَابَ قَالَ يَدْخُلُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيلَ لِسُفْيَانَ سَمَاهُمُ عَمْرُو قَالَ سَمَى بَعْضُهُمْ قَالَ عَمْرُو جَاءَ مَعَهُ بَرَجْلَيْنِ وَقَالَ

۱۸: أخرجه عبد الرزاق في المصنف ۳۰۷/۵ باب: من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم ۹۷۰۵ المكتب الإسلامي بيروت. وابن تيمية في الصارم المسلول على شاتم الرسول ۲/۲۲۱ دار ابن حزم بيروت. والدكتور طاهر في تحفظ ناموس رسالت، صفحة ۲۲۹ منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۱۹: ابن تيمية في الصارم المسلول على شاتم الرسول ۲/۲۱۲ دار ابن حزم بيروت۔
۲۰: أخرجه ابن تيمية في الصارم المسلوم على شاتم الرسول ۲/۹۵۱ دار ابن حزم بيروت. والدكتور طاهر في تحفظ ناموس رسالت، صفحة ۲۵۰ منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

غیر عمرو و ابو عبس بن جبر و الحارث بن اوس و عباد بن بشر قال عمرو جاء معہ برجلین فقال اذا جاء فانی قائل بشعره فاشمه فاذا رايتهموني استمكنت من راسه فدونكم فاضربوه وقال مرة ثم اشمكم فنزل اليهم متوشحا و هو ينفخ منه ريح الطيب فقال ما رايت كاليوم ريحا اى اطيب وقال غير عمرو قال عندي اعطر نساء العرب واكمل العرب قال عمرو فقال اتاذن لي ان اشم راسك قال نعم فشمه ثم اشم اصحابه ثم قال اتاذن لي قال نعم فلما استمكن منه قال دونكم فقتلوه ثم اتوا النبي صلى الله عليه وسلم فاخبروه۔ (۲۱)

علی بن عبد اللہ، سفیان، عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کعب بن اشرف یہودی کا کام کون تمام کرے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کام کو سرانجام دوں آپ نے فرمایا اجازت ہے محمد بن مسلمہ نے کہا مجھے یہ اجازت بھی دیجیے کہ جو مناسب سمجھوں وہ باتیں اس سے کہوں آپ نے اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا کہ یہ شخص محمد بن عبد اللہ ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے ہمارے پاس خود نہیں اور یہ ہمیں ستاتا ہے۔ کعب نے کہا ابھی کیا دیکھا ہے بخدا یہ آگے چل کر تمہیں بہت ستائے گا محمد بن مسلمہ نے کہا خیر ابھی تو ہم نے اس کی پیروی کر لی ہے فوراً چھوڑنا بھی ٹھیک نہیں دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہوتا ہے اس وقت میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ ایک یاد و سبق کھجوریں ہم کو قرض دے دو۔ سفیان کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے ہم کو کئی مرتبہ حدیث سنائی تو اس میں ایک وق یاد و سبق کا ذکر نہیں کیا جب میں نے یاد دلایا تو کہنے لگے کہ ہاں میرا خیال ہے کہ ہوگا غرض کعب نے کہا کہ قرض مل جائے گا کچھ رہن رکھ دو میں نے کہا کہ کیا رہن رکھوں؟ کعب نے کہا کہ اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو، محمد بن

مسلمہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عورتوں کو کیسے رہن رکھ دیں؟ سارے عرب میں تم خوبصورت ہو۔ اس نے کہا اپنے بیٹے رہن رکھ دو میں نے کہا کہ تمہارے پاس بیٹوں کو کیسے رہن رکھ دیں۔ آئندہ جوان سے لڑے گا وہ طعنہ دے گا کہ تو ایک یاد و سبق میں رہن رکھا گیا ہے اور اس کو ہم برا سمجھتے ہیں البتہ ہم اپنے ہتھیار رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے لفظ ”لامہ“ کی تفسیر ”سلاح“ یعنی ہتھیار سے کی ہے محمد بن مسلمہ نے کعب سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور چلے گئے، رات کو دوبارہ آئے اور ابونا نلہ کو ساتھ لائے جو کعب کا دودھ شریک بھائی تھا کعب نے ان کو قلعہ میں بلا لیا اور پھر ان کے پاس نیچے آنے لگا، اس کی بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو؟ کعب نے کہا یہ محمد بن مسلمہ اور ابونا نلہ میرا بھائی ہے جو بلاتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار کے سوا اور لوگوں نے اس حدیث میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ کعب کی بیوی نے کہا کہ اس کی آواز سے تو خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا کچھ نہیں میرا بھائی ابونا نلہ اور محمد بن مسلمہ ہیں اور شریف آدمی کو تورات کے وقت بھی اگر نیزہ مارنے کیلئے بلائیں تو جانا چاہیے۔ اور محمد بن مسلمہ اپنے ساتھ دو اور آدمیوں کو لائے تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ عمرو نے ان کا نام لیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ بعض کا لیا تھا لیکن دوسروں نے ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عبادہ بن بشر کا نام لیا تھا۔ عمرو نے اتنا ہی کہا محمد بن مسلمہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ کعب جب آئے گا تو میں اس کے سر کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اس کا کام تمام کر ڈالنا۔ کعب چا اور اوڑھے ہوئے اتر آ تو اس کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی جو ہوا میں بسی ہوئی ہے۔ عمرو کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ کعب نے جواب میں کہا کہ اس وقت میرے پاس ایسی عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے عمرو کہتے ہیں کہ

۲۱: أخرجه البخاری فی الصحيح ۱۲۸۱/۲ باب: قتل کعب بن الأشرف، رقم ۳۸۱۱ دار ابن کثیر بیروت. ومسلم فی الصحيح ۱۲۴۵/۳ باب: قتل کعب بن الأشرف طاغوت اليهود، رقم ۱۸۰۱ دار احیاء التراث العربی بیروت. وأبو داؤد فی السنن ۸۷/۳ باب: فی العدویۃ علی غرة ویتشبه بهم، رقم ۲۷۸۲ دار الفکر بیروت. ونسائی فی السنن الکبریٰ ۱۹۲/۵ باب: الخصۃ فی الکذب فی الحرب، رقم ۸۲۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت. وطاهر القادری فی تحفۃ ناموس رسالت، صفحہ ۲۳۵ منهاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

محمد بن مسلمہ نے پوچھا کیا مجھے سروسنگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں محمد بن مسلمہ نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا پھر سونگھنے کی دوبارہ اجازت مانگی تو اس نے کہا ہاں۔ آپ نے سونگھا اور اسے زور سے پکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو انھوں نے فوراً اس کا کام تمام کر دیا اور پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشخبری سنائی۔

شائم رسول ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق کا

قتل:

”عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَرَ عَلَيْهِمُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُوَدِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بَارِضُ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَأَى النَّاسُ بِسَرَجَهُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمَتَلَطَّفْ لِلْبُيُوتِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَى مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبُيُوتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلِقَ الْأَغْلَاقُ عَلَى وَتِي قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمِرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عِلَالِي لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كَلِمًا فَفَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَى مَنْ دَاخِلٌ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ نَذَرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسُطَّ عِيَالُهُ لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هَذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَادِ هَشْ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمَكْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لَأَمَكْتُ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ

فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَّةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ إِنِّي قَتَلْتُهُ۔“ (۲۲)

”حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے ابو رافع یہودی کیلئے انصار میں سے چند آدمیوں کو بھیجا اور حضرت عبد اللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا سرزمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا۔

جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو لارہے تھے۔ حضرت عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں خود جاتا ہوں اور دربان سے کوئی بہانہ کر کے اندر جانے کی کوشش کروں گا۔ پس یہ دروازے کے نزدیک جا پہنچے اور اپنے کپڑے اس طرح سمیٹ کر بیٹھ گئے جیسے کوئی رفع حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔ دوسرے لوگ اندر داخل ہو چکے تھے لہذا دربان نے انھیں آواز دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو آ جاؤ ورنہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ میں اندر داخل ہو کر ایک جانب چھپ گیا۔ جب تمام لوگ داخل ہو گئے تو دربان نے دروازہ بند کر دیا اور چابیاں ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا، چابیاں لیں، دروازہ کھولا اور ابو رافع کے پاس بالا خانے پر قصہ خوانی ہو رہی تھی۔ جب قصہ خواں اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چڑھنے لگا اور جس دروازے کو میں کھولتا اسے اندر سے بند کر دیتا تھا تاکہ کوئی دوسرا داخل نہ ہو سکے اور اگر لوگوں کو میرا پتا بھی لگ جائے تو ان کے پہنچنے تک ابو رافع کا کام تمام کر دوں گا۔ آخر کار میں اس تک پہنچ گیا وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے اہل و عیال کے درمیان سو رہا تھا۔ گھر کے اندر مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کدھر ہے۔ پس میں نے آواز دی، اے ابو رافع! اس نے کہا، کون ہے؟ میں نے آواز کے مطابق تلوار سے وار کیا اور میرا دل دھڑک رہا تھا۔ یہ وار خطا گیا اور وہ چلانے لگا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور

۲۲: أخرجه البخاری فی الصحيح ۱۴۸۲/۲ باب: قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق، رقم ۳۸۱۳ دار ابن كثير بيروت. والحميدي في الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم ۵۳۰/۱ باب: أفراد البخاري، رقم ۸۲۹ دار ابن حزم بيروت. والدكتور طاهر في تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۳۸ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر اندر جا کر کہا، اے ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ اس نے کہا، تیری ماں تجھے روئے، ابھی ابھی ایک آدمی نے گھر میں تلوار سے مجھ پر وار کیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ آوازن کریں نے تلوار کا بھرپور وار کیا لیکن وہ اب بھی مرانہ تھا، پس میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر زور دیا تو اس کی کمر سے پار نکل گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ میرے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے۔

ایک نابینا صحابی کا اپنی اُم ولد کو قتل کر دینا:

”حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمٌّ وَكِدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتُمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلُ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَتَقَتَّلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رَجُلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالْدَّمِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ أَتَشُدُّ اللَّهُ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا بَنَانٌ مِثْلُ اللُّوْطِيِّينَ وَكَانَتْ بِي رَقِيقَةً فَلَمَّا كَانَتْ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلُ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا شَهِدُوا أَنَّ دَمَهَا هَذَرٌ“ (۲۳)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی اُم ولد (باندی جس نے مالک کا بچہ جنا ہو) رسول

اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ کی برائی کیا کرتی تھی وہ نابینا اسے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی اور وہ اسے ڈانٹتا تھا لیکن ڈانٹ کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا راوی کا بیان ہے کہ ایک رات جب وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہی تھی اور آپ کی ہجو میں مشغول تھی تو اس نابینا نے اس کے پیٹ پر خنجر رکھا اور اپنا وزن اس پر ڈال دیا اور اسے قتل کر دیا اس عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ پڑا ہوا تھا جو خون سے تھڑ گیا صبح رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں اس شخص کو جس نے اپنے اوپر میرا حق رکھتے ہوئے یہ فعل کیا ہے اسے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے تو وہ نابینا کھڑا ہو گیا اور لرزتا کانپتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس عورت کا قاتل ہوں وہ آپ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ کی برائی کرتی تھی میں اسے منع بھی کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی اور اسے ڈانٹتا تھا لیکن میری ڈانٹ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے بھی ہیں اور وہ میری بڑی اچھی ساتھی تھی گذشتہ رات اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور آپ کی شان میں ہجو کی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال دیا یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار گواہ رہو اس کا خون ضائع کر دیا گیا۔

عصماء بنت مروان کا قتل:

بنی امیہ میں سے ایک عورت عصماء بنت مروان حضور ﷺ کو ایذا دیا کرتی تھی اور آپ کی ہجو میں اشعار کہتی تھی ایک نابینا صحابی عمیر بن عدی کو پتا چلا تو انھوں نے نے نذرمانی کہ اگر حضور ﷺ

۲۳: أخرجه أبی داؤد فی السنن ۱۲۹/۴ باب: الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۳۲۶۱ دار الفکر بیروت. ونسائی فی السنن الکبریٰ ۳۹۴/۲ باب: الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۵۳۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت. وحاکم فی المستدرک علی الصحیحین ۳۹۴/۲ کتاب: الحدود، رقم ۸۰۴۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت. وطبرانی فی المعجم الکبیر ۳۵۱/۱۱ رقم ۱۱۹۸۴ مکتبۃ الزہراء موصل. وبیہقی فی السنن الکبریٰ ۲۰/۷ باب: استباحۃ قتل من سبه أو هجاه امرأة کان أوجلا، رقم ۱۳۱۵۳ مکتبۃ دالبازمکة المکرمۃ ودارقطنی فی السنن ۱۱۲/۴ کتاب: الحدود والدیات، رقم ۱۰۳ دار المعرفۃ بیروت. وقرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۸/۸۲ دار الشعب القاہرۃ. وابن تیمیۃ فی الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۱۲۱/۲ دار ابن حزم بیروت. والدکتور طاہر فی تحفۃ ناموس رسالت، صفحہ ۲۲۰ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

خیریت سے واپس آگئے تو میں اس عورت کو قتل کروں گا۔ حضور ﷺ اس وقت بدر میں تھے، جب آپ واپس آگئے تو ایک رات آپ اس عورت کے گھر داخل ہوئے، وہ عورت اپنے بچوں کے درمیان سوئی ہوئی تھی اور ایک بچہ اس کی چھاتی پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی، آپ نے اسے ہاتھوں سے ٹٹولا اور بچے کو الگ کر دیا اور تلوار کو اس کے پیٹ پر رکھ کر اپنا وزن اس پر ڈال دیا یہاں تک کہ وہ اسے چیرتی ہوئی پار ہو گئی۔ آپ نے صبح کی نماز حضور ﷺ کی اقتداء میں ادا کی۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور پوچھا کیا تم نے حضرت عصماء بنت مروان کو قتل کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ آپ کے معاملے میں مجھے تکلیف دیتی تھی۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا جاؤ تمہارے معاملے تو بکریوں کے دو سینگ بھی آپس میں نہیں ٹکرائیں گے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی بندے کو دیکھنا چاہے کہ پیٹھ پیچھے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے، وہ اسے دیکھ لے۔ یہ سن کر حضرت عمر جو پاس ہی کھڑے تھے فرمایا:

”انظروا الی هذه الأعمی الذی تسری فی طاعة الله فقال لا تغفل الأعمی ولكنه البصیر۔“ (۲۴)

”کہ دیکھو اس اندھے کو کہ اللہ کی اطاعت میں یہ انتہا تک پہنچا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے اندھا نہ کہو بلکہ یہ تو دیکھنے والا ہے۔“

ایک صحابی کا یہودی عورت کو قتل کر دینا:

”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا۔“ (۲۵)

”ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی جھوکتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دے دیا۔“

ڈاکٹر طاہر القادری نے مؤخر الذکر چاروں واقعات کو اپنی کتاب ”تحفظ ناموس رسالت“ صفحہ ۲۳۵ سے ۲۴۳ پر نقل کر کے ان پر کچھ یوں تبصرہ کیا ہے:

”غرضیکہ پہلے دونوں کیسوں (Cases) (یعنی کعب بن اشرف اور ابو رافع عبد اللہ بن الحقیق کا قتل) میں آقائے دو جہاں ﷺ نے بحیثیت اسلامی ریاست کے حاکم وقت (Head of the state) کے کچھ افراد کو مامور کر کے اپنے گستاخوں کو قتل کروایا جبکہ آخری دو کیسوں (یعنی ناپینا صحابی کا اپنی ام ولد کو گستاخی رسول کے جرم میں قتل کر دینا اور دوسرے صحابی کا یہودی عورت کو گلا گھونٹ کر قتل کر دینا) میں صحابہ کرام نے گستاخان رسول کو قتل کیا۔ معاملہ ہر کیس میں حضور ﷺ نبی کریم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ ﷺ نے مقتولوں کی گستاخی و اہانت کے سبب ان کے خون باطل قرار دیئے یعنی ان کے قتل پر کسی قسم کا قصاص و دیت نہ لی جائے گی، ان کا خون رایگاں و بے سود تصور کیا جائے گا۔“ (۲۶)

اس بیان میں تصریح موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گستاخان رسول کو قتل کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نہ تو کسی قسم کا قصاص لیا اور نہ ہی ان سے وراثت کو دیت ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور یہ میرا چیلنج بھی ہے اگر ڈاکٹر طاہر القادری میں علمی غیرت کی ذرا برابر بھی رتق ہے تو احادیث کے مجموعہ یا سیرت کی کتابوں میں سے

۲۴: أخرجه ابن سعد في طبقات الكبرى ۲/۲۷۷ صادر ببيروت. والعلبي في السيرة الحلبية ۳/۱۴۵ دار المعرفة بيروت. وابن تيمية في الصارم المسلول على شاتم الرسول ۲/۱۹۵ دار ابن حزم بيروت.

۲۵: أخرجه أبو داود في السنن ۲/۱۲۹ باب: الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم ۳۳۲۲ دار الفكر بيروت. وابن أبي شيبة في المصنف ۴/۳۰۱ رقم ۳۶۲۴ مكتبة الرشد الرياض. وبيهقي في معرفة السنن والآثار ۴/۱۲۸ باب: الشرط على أهل الذمة، رقم ۵۵۳ دار الكتب العلمية بيروت. وبيهقي في السنن الكبرى ۲/۶۰ باب: استباحة قتل من سبه أو هجاه امرأة كان أو رجلاً، رقم ۱۳۱۵۳. وبيهقي في السنن الكبرى ۲/۲۰۰ باب: يشترط عليهم أن لا يذكروا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بما هو أهله، رقم ۱۸۴۸۹ مكتبة دار البازمكة المكرمة وتبريزي في مشكوة المصابيح ۲/۱۰۵۳ رقم ۳۵۵۰ المكتبة الإسلامية بيروت. الدكتور طاہر فی تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۴۲ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۲۶: تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۴۳ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

میں سے کوئی ایک واقعہ ایسا پیش کر دے جس میں بالضرر یہ موجود ہو کہ کسی صحابی نے کسی گستاخ رسول کو قتل کر دیا ہو، معاملہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا ہو اور آپ نے قاتل کو بطور قصاص قتل کیا ہو یا دیت لازم کی ہو۔ ھاں تو ابراہانؑ ان کُنتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

نہ خنجر اٹھے گا اور نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین کرام! ان دلائل سے ڈاکٹر طاہر القادری کی اس اسٹیٹمنٹ کا غلط ہونا خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ ”مسلمان تاثیر نے بالفرض اگر کوئی ایسا جملہ بولا..... جو گستاخی رسول پر جا کر منتج ہوتا ہے تو بھی کسی سولیمین اور ایڈیو بجوڈ کو قتل کرنے کی اجازت نہیں، اسلام اجازت نہیں دیتا، اگر وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے کر اسے قتل کرے گا تو وہ قاتل تصور کیا جائے گا اور اس کی سزا موت ہے۔“

قارئین کرام! تاثیر وہ شخص ہے جس کا علماء و عوام نے جنازہ تک نہیں پڑھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری سے بھی یہی کہنا ہے کہ تمہیں تاثیر سے اتنی ہی ہمدردی تھی تو کم از کم اس کا جنازہ ہی پڑھا دیتے اور اگر خود متوفی نہیں ملی تو اپنی پارٹی کے کسی آدمی کو ہی بھیج دیتے تاکہ وہ جنازہ پڑھا دیتا۔ پتا چلا کہ آج میڈیا پر آ کر یہ جو بیانات دیئے جا رہے ہیں ان سے احقاقِ حق مقصود نہیں بلکہ اتباعِ نفس اور سستی شہرت کے حصول کا جذبہ کارفرما ہے۔ آخر میں ڈاکٹر طاہر القادری سے کہوں گا کہ آپ کو سلمان تاثیر سے پیار ہے تو ہمیں ممتاز قادری سے پیار ہے یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کسی کو تو نبی کے عاشقوں سے پیار ہوتا ہے اور کسی کو نبی کے گستاخوں اور ان کا دفاع کرنے والوں سے، لیکن ایک مشورہ ہے وہ یہ کہ ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! قیامت کے دن ہمیں غازی علم الدین شہید اور غازی ممتاز حسین قادری کیساتھ اٹھانا اور آپ بھی دُعا کریں کہ یا اللہ! مجھے قیامت کے دن سلمان تاثیر کیساتھ اٹھانا۔ ہم تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں اور تم ہماری دعا پر آمین کہو!

ڈاکٹر طاہر القادری کے مذہب کی حقیقت:

ڈاکٹر طاہر القادری نے پانچ گھنٹے والے پروگرام میں کہا کہ

جب میں دلائل دے رہا تھا تو کئی مفتیان آئے اور میرے موقف کے خلاف دلائل دینا شروع کر دیئے اور کہا کہ یہ شخص غلط کہہ رہا ہے، امام اعظم امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ عورت اگر گستاخی کا ارتکاب کرے گی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جبکہ یہ اقوال میں نے بھی پڑھے ہوئے تھے لیکن میں نے دوسرے ائمہ کے اقوال کو اس لیے لیا اور سخت موقف اختیار کیا تاکہ گستاخی رسول کے تمام راستے بند ہو جائیں۔

جناب! اُس وقت تو آپ نے دوسرے ائمہ کے اقوال کو اس لیے لیا تھا اور سخت موقف اختیار کیا تھا کہ گستاخی رسول کے تمام راستے بند ہو جائیں، آج یہ سارا ڈرامہ کیا گستاخی رسول (ﷺ) کا راستہ پھر سے کھولنے کیلئے کیا ہے؟

پھر ڈاکٹر طاہر القادری نے کراچی سے لیکر پشاور تک کے تمام علماء کو بیک جنبشِ لسان جاہل قرار دیا اور کہا ان علماء کے پاس نہ علم ہے، نہ ہی مطالعہ ہے، نہ انھوں نے لائبریریاں بنائی ہیں، نہ ہی کتب پڑھی ہیں، نہ شروحات پڑھی ہیں، نہ ہی حواشی پڑھے ہیں اور نہ ہی ائمہ کے کاموں کو پڑھا ہے، ان سے تو حرمت رسول کا دفاع نہیں ہو سکا۔

ڈاکٹر طاہر القادری کی بد مذہبوں سے مواخات:

بد مذہبوں سے اتحاد و اشتراک کرنا اور ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنا ڈاکٹر طاہر القادری کا معمول ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے جنوری ۱۹۸۴ء کو ۱۳۶ صفحات کا ایک رسالہ ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟“ شائع کیا جس پر نبیرہ اعلیٰ حضرت بریلوی مفتی تقدس علی خان بریلوی نور اللہ مرقدہ نے ۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو ڈاکٹر طاہر کو ایک خط لکھا جس کے جواب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے روایتی مکاری اور خوشامد سے کام لیتے ہوئے مفتی صاحب کو دھوکا دینے کی کوشش کی لیکن مفتی صاحب کا اپنا ایک مقام تھا، اس لیے وہ ڈاکٹر طاہر القادری کے دامِ تزویر میں نہ آئے۔ رسالہ ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟“ کے چند اقتباسات حاضر ہیں:

”بمجد اللہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے البتہ فردی

”وقت آن پہنچا ہے کہ ہم فرقہ پرستی کی زبانی مذمت پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اس کے خاتمے کے لیے ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس پر سب مسالک اور مکاتب فکر متفق ہو سکیں۔“ (۳۱)

”یہودیوں اور عیسائیوں کو ایک نقطہ اشتراک کی بنیاد پر دعوتِ اتحاد دی جاسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک خدا، ایک نبی اور ایک کتاب ایک دین اور ایک کعبہ کے ماننے والوں کے درمیان اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لیے اتحاد و یگانگت کے لازوال رشتے قائم نہ کیے جاسکیں۔“ (۳۲)

”یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدا و رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بنا پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے..... بخشش اور مغفرت کا دار و مدار کسی طبقے یا فرقے کے عنوان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر شخص کے ذاتی عقیدے اور عملِ صالح کے باعث خدا کے فضل و کرم پر ہے نجات کی کسوٹی یہ نہیں کہ وہ کس فرقے میں سے ہے۔“ (۳۳)

یہ عبارت پکار پکار کر اپنی سنگینی کا احساس دلا رہی ہے۔ آقائے نامدار، مدنی تاجدار، منزه عن العیوب، دانائے غیوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بہتر فرقوں کو ناری قرار دیا ہے اور صرف اور صرف اہل سنت کو ناجی قرار دیا ہے لیکن ڈاکٹر طاہر کا کہنا یہ ہے کہ بخشش و مغفرت کا دار و مدار اہل سنت کا مذہب نہیں ہے بلکہ دیوبندی وہابی، غیر مقلد وہابی، شیعہ، موؤودی، چکڑالوی، نیچری اپنے شخصی عقائد اور اعمالِ صالحہ کی بدولت جنت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ”یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں

اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔“ (۲۷)

”مسلمانوں کے مختلف فرقے اور طبقے جو جسمِ ملت کے اعضاء ہیں، ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو کر نہ صرف ملت کی اجتماعی سلامتی اور تحفظ کو معرضِ خطرہ میں ڈال رہے ہیں بلکہ اپنے انفرادی تحفظات کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مختلف طبقوں اور فرقوں کی مثال ندی نالوں کی سی ہے جو ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ دریا کی روانی ہی سے ان کا بہاؤ جاری ہے۔ اگر دریا ہی خشک ہو گیا تو ان کا بہاؤ جو دکب برقرار رہے گا۔“ (۲۸)

اس عبارت میں ڈاکٹر طاہر القادری نے مختلف طبقوں اور گمراہ فرقوں کو جسمِ ملت کے اعضاء قرار دیا ہے اور ان کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ان کی مثال ندی نالوں کی سی ہے جو ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ جب حضرت قبلہ مفتی تقدس علی خان صاحب نے ڈاکٹر طاہر القادری کی گرفت کی تو کہا کہ:

”ہم صرف ان مسالک اور مکاتب فکر کی بات کر رہے ہیں جو علی التحقیق مسلمان ہیں (یعنی احناف، مالکی، شوافع اور حنابلہ)۔“ (۲۹)

اہل سنت و جماعت اور فرقہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”مسلک اہل سنت والجماعت ہر گز فرقہ نہیں ہے یہ تو اُمتِ مسلمہ کا سوادِ اعظم ہے۔ فرقہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو سوادِ اعظم سے خارج ہو گیا ہو۔“ (۳۰)

واضح ہو گیا کہ ڈاکٹر طاہر نے جن کی مثال ندی نالوں سے دی ہے کہ وہ ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں وہ اہل سنت و جماعت سے خارج گمراہ فرقے ہی ہیں، جنہیں اس نے ملتِ اسلامیہ کے اعضاء قرار دیا ہے۔

۲۷: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۲۵ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۲۸: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۳۳ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۲۹: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ایک اہم خط، صفحہ ۵ ادارہ منہاج القرآن صوبہ سندھ کراچی۔

۳۰: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ایک اہم خط، صفحہ ۸ ادارہ منہاج القرآن صوبہ سندھ کراچی۔

۳۱: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۵۲ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۳۲: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۶۰ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۳۳: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۵۴ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں..... اور اگر کہیں کوئی اختلاف ہے تو صرف فروغی حد تک اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی شروحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائد اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔“ (۳۳)

”اگر خدا نخواستہ سرزمین پاک پر دشمن کے قدم پہنچ گئے اور وہ اپنے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہو گیا تو ہمارا بھی حشر دوسروں سے مختلف نہ ہوگا۔ پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بیچ سکے گا نہ دیوبندی، نہ کوئی اہلحدیث اور نہ کوئی شیعہ۔“ (۳۵)

دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَکْثَرُ السَّلَام کے جواب میں لکھتے ہیں:

”دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ہوگی ہی نہیں، فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ۔ علاوہ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے نقل فرماتے ہیں:

”أَنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ لَا تَجُوزُ۔“ (۳۶)

”اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں (ت)۔ (۳۷)“

ڈاکٹر طاہر القادری سے کسی نے پوچھا کہ:

اہل سنت و جماعت کا علمائے دیوبند کا علمائے اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے تیار نہیں، کیا بات اسلام کے مطابق ہے؟ تو ڈاکٹر طاہر القادری نے اس کا جواب یوں دیا:

”اس کی نسبت میں جواب بڑی تفصیل اور بڑی وضاحت اور شرح و بسط کے ساتھ عرض کر چکا ہوں کہ یہاں اگر آپ انہی معاملات میں ہی اکتفاء کر کے رہ گئے، تو اس کا اثر اسلام کے حوالے سے اور امت مسلمہ کے حوالے سے غیر مسلموں پر اچھا نہیں پڑے گا اس

لیے جہاں جماعت مل جائے نماز پڑھیں اور حسن ظن کے ساتھ نماز پڑھیں اللہ قبول کرے والا ہے، ان معاملات میں الجھیں گے، آپ کی نسلیں تباہ ہوں گی، اُن کے ذہن خراب ہوں گے، اور آپ کا مذاق اڑے گا..... میری گزارش ہے کہ میں یہ ساری بات تفصیل سے عرض کر چکا ہوں کہ یہ چیزیں امت مسلمہ کے اتحاد، وحدت و سالمیت کو نقصان پہنچا رہی ہیں..... نماز پڑھنے کا جہاں معاملہ آئے، جو مسجد ملے، باجماعت نماز ملے، آپ نماز کو ادا کیا کریں، جماعت کے ساتھ ادا کیا کریں۔ اُس کیلئے میں آپ کو اپنا عمل عرض کیے دیتا ہوں، بجز اللہ تعالیٰ! مجھے جہاں بھی نماز باجماعت مل جاتی ہے، میں حسن ظن کی بناء پر ہمیشہ جماعت کے ساتھ ادا کر لیتا ہوں۔ باقی معاملات جو ہیں، وہ تفصیل طلب علمی ہیں۔ آج ظہر کی نماز تھی، عصر کی نماز تھی، جس جگہ ادارہ منہاج القرآن کا افتتاح کیا، مولانا ادریس صاحب (دہلوی) تشریف لائے تھے، انھوں نے جماعت کرائی، میں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی۔ مغرب کی نماز ان کے سنٹر میں گئے تھے، میں نے جماعت کرائی، انھوں نے پیچھے نماز ادا کی۔ میں نے آپ کو اپنا عمل بھی عرض کر دیا۔“

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت کا فتویٰ بھی موجود ہے اور ڈاکٹر طاہر القادری فتویٰ اور عمل بھی موجود ہے، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جب مفتی تقدس علی خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَکْثَرُ السَّلَام نے اپنے خط میں ڈاکٹر طاہر القادری کی اس بات پر گرفت فرمائی تو جواب دیا کہ ”یہ بیان میرا ہرگز نہیں اور نہ ہی اس نوعیت کا اعتقاد رکھتا ہوں۔ اس کے برعکس میرا نقطہ نظر ہمیشہ یہ رہا ہے کہ جو گستاخان رسول یا گستاخان صحابہ و اہل بیت ہیں ان کی صریح گمراہی و ضلالت کے باعث اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی خارج از امکان ہے اور نہ میرا ایسا معمول ہے۔ بلکہ میرا مسلک یہ ہے کہ جو شخص مدینہ کے گلی کوچوں اور وہاں کی

۳۳: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۵۹ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۳۵: فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۶۱ مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

۳۶: ”فتح القدیر“ ۵۰/۱ دار الفکر بیروت۔

۳۷: ”العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية“ ۵۴/۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

خاک کی بھی ہی بے ادبی کرتا ہے تو اس طور پر بھی وہ اہانت رسول ﷺ کا مرتکب ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تو وہ شخص بھی صاحب ایمان نہیں۔ چہ جائیکہ وہ براہ راست بارگاہ رسالت ﷺ اور حضور ﷺ کے صحابہ و اہل بیت کا گستاخ ہو۔ نماز اور عبادت سب ادبِ الوہیت اور ادبِ رسالت ﷺ ہی سے عبارت ہے۔ جب یہ نہ رہا تو نماز کیسی؟“ (۳۸)

فقیر کے پاس وہ ویڈیو موجود ہے جس میں ڈاکٹر طاہر کمرہ رہا ہے کہ:

”میں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اور وہ میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور یہ میرا معمول ہے۔“
اوپر نقل کیا گیا بیان اُسی ویڈیو سے لیا گیا ہے۔
حضور ﷺ نے روافض کے بارے میں اُمت کو آگاہ فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ:

”یکون فی آخر الزمان قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة۔“ (۳۹)

آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی ان کا یہ ہوگا کہ انھیں رافضی کہا جائے گا۔

”لا يشهدون جمعة ولا جماعة ويطعنون على السلف۔“ (۴۰)

نہ وہ جمعہ پڑھیں گے نہ جماعت اور اُمت کے اگلوں پر طعن کریں گے۔

”فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاكلوهم ولا تناکحوهم۔“ (۴۱)

تم ان کے پاس مت بیٹھنا، اور ان کے ساتھ پانی نہ پینا، اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا، اور ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا۔

”لا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم۔“ (۴۲)

”نه ان پر نماز (جنازہ) پڑھنا اور ان کیساتھ نماز پڑھنا۔“
”فان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم ولا تناکحوهم ولا توارثوهم ولا تسلموا عليهم ولا تصلوا عليهم۔“ (۴۳)

جب بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے کو نہ جانا اور جب مرجائیں تو انکے جنازہ پر نہ جانا اور انکے ساتھ نکاح نہ کرنا اور ان کو (اپنی جائیداد میں) وارث نہ ٹھہرانا اور انھیں سلام نہ کہنا اور نہ ان پر نماز (جنازہ) پڑھنا۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ۵ صفر ۱۳۳۹ھ کو یوسف علی بیگ نے ایک استفتاء بھیجا کہ:

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا اور کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا وہ شخص دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں؟ اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیاوی تعلقات منقطع کرنے چاہئیں یا نہیں؟“

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

۳۸: پرفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ایک اہم خط، صفحہ ۷۷، منہاج القرآن صوبہ سندھ کراچی۔

۳۹: أخرجه الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد ۵/۲۲۳ دار الكتب العلمية بيروت.

۴۰: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط ۲/۳۵۵، رقم ۶۶۰۵ دار الحرمين القاهرة. والهيثم في مجمع الزوائد ۱۰/۲۲۲ دار الريان للتراث القاهرة. والشيباني في السنة ۲/۴۵۵ المكتبة الإسلامية بيروت. والآجری فی الشريعة ۵/۲۵۱۲ دار الوطن الرياض. واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة ۸/۱۳۵۳، رقم ۲۸۰۲ دار طيبة الرياض. والطبري في الرياض النضرة في مناقب العشرة ۱/۳۶۲ دار الغرب الإسلامي بيروت.

۴۱: الهندي في كنز العمال ۱۱/۲۲۱، رقم ۳۲۲۸ دار الكتب العلمية بيروت. وملا على القاري في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۱۱/۱۵۳ دار الكتب العلمية بيروت.

۴۲: أخرجه الهندي في كنز العمال ۱۱/۲۲۶، رقم ۳۲۵۲ دار الكتب العلمية بيروت.

۴۳: أخرجه الهندي في كنز العمال ۱۱/۲۲۷، رقم ۳۲۵۴ دار الكتب العلمية بيروت.

”روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کمائیہ سناہ فی ردالرفضہ (جیسا کہ ہم نے اسے ردالرفضہ میں بیان کیا ہے) ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں، ان سے میل جول نشست و برخاست سلام کلام سب حرام ہے..... چوتھی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم فاسق ہے، مسلمانوں کو ان سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (۴۳)

اس فتوے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے شیعوں کو مرتد قرار دیا ہے، لیکن ڈاکٹر طاہر القادری نے ایک امام باڑے میں تقریر کرتے ہوئے یوں کہا:

”حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ غدیر اِرشاد فرمایا، یہ بات اس لیے زور دے کر کہہ رہا ہوں کہ اہل سنت بھائی، اہل تشیع، اہل سنت سب سمجھیں کہ تغیراتِ زمانہ سے، اور فتنوں اور فتوؤں سے ذہن اتنے گرد آلود ہو چکے ہیں لوگوں کے، کہ حقیقتیں بھی تھوڑی تھوڑی اوجھل ہو گئی ہیں۔ میرا فریضہ ہے کہ گرد جھاڑ دوں، حقیقتیں اُجاگر کر دوں۔ گرد جھاڑنے آیا ہوں، حقیقت کو روز روشن کی طرح اُجاگر کرنے آیا ہوں۔ اور وہ حقیقت جس میں نہ اہل سنت کو اختلاف، نہ اہل تشیع کو اختلاف۔ اور جو اختلاف کرے، وہ نہ سنیوں میں نہ شیعوں میں۔ یا شیعوں میں۔ اوّل دن سے آج تک باقی چھوٹے چھوٹے مسلک اور فرقے ان کی شاخیں ہیں۔ کل مسلک دو، بقایا جتنے نکلے، یا اہل سنت میں سے نکلے یا اہل تشیع میں سے نکلے۔ تو باقی جڑ ہیں، شاخیں ہیں، فرعیں ہیں۔ تو یہ حقیقت وہ کہ اس میں سُنّیت کا اختلاف، نہ شیعیت کا اختلاف۔ جب اختلاف کرنا نہ سُنّیت میں رہا، نہ شیعیت میں رہا، تو کل اسلام ان ہی دو مسلکوں میں تھا، جس نے اختلاف کیا، نہ وہ سُنّیت میں، نہ شیعیت میں، مطلب یہ ہوا کہ اسلام ہی میں نہ رہا۔“

ڈاکٹر طاہر القادری نے سنی اور شیعہ کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے یوں کہا:

”اِنج کرناں تھوڑا میں تو ہا کوں دل سکھاواں، اہل سنت جیہڑے بھائی بیٹھے او، اوہ ذرا ہتھ کھڑے کرو، اہل سنت۔ ہتھ تلے کرو، اوہ جیہڑے عام رواج وچ سُنّی کہلانڈے میں میری مراد اے،

تسی نعرہ لاؤ، نعرہ حیدری! اہل سُنّت لگاؤ، نعرہ حیدری! آکھویا علی! (سب نے مل کر نعرہ لگایا) فیر آکھو نعرہ حیدری! (سب نے نعرہ لگایا، یا علی!) فیر آکھو نعرہ حیدری! (سب نے پھر نعرہ لگایا، یا علی!) ہُن تسی چپ رہو یو، ہُن جیہڑے شیعہ بھائی بیٹھے نیں، اہل تشیع، اوہ ہتھ کھڑا کرن۔ اُچے کرو ہتھ کھڑے اُچے شاباش، اہل تشیع بھائی ہتھ کھڑے کرن۔ ہُن تو اڈے واسطے سنو، ہُن تسی صحابہ کرام داجہاں نے اہل بیت دی شان بیان کیتی اے، جی، ہُن تسی نعرہ لاؤ، نعرہ صدیقی، تسی آکھو حضرت صدیق اکبر زنده باد، نعرہ صدیقی، آکھویا صدیق اکبر! آکھو، یا صدیق! نعرہ فاروقی، یا فاروقی اعظم! نعرہ عثمانی، یا عثمان غنی! اس طرح کرو (ڈاکٹر طاہر القادری کیلئے یہاں دُوب مرنے کا مقام تھا کہ شیعوں نے اس کے کہنے کے باوجود خلفائے ثلاثہ کے حق میں نعرہ نہیں لگایا) بل کے آپس وچ شیر و شکر ہو جاؤ، ہک ہو جاؤ اور جیہڑا دو کرن واسطے آوے نا (بڑے جوش سے کہتا ہے) اُس نوں دو کر دیو (ہنٹے اور تالی بجاتے ہوئے) جیہڑا ملّاں ملّاں کوئی دو کرن واسطے آوے نا، دو، اُس نوں دو کر کے واپس بھیجو۔“ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

قارئین کرام! کچھ سمجھے آپ! اوپر حضور ﷺ کی مرفوع احادیث ہیں جن میں بالتصریح شیعہ کے ساتھ سلام وکلام کرنے، کھانے، پینے، عیادت کرنے، جنازہ پڑھنے، انکے ساتھ نماز پڑھنے، ان کے ساتھ نکاح کرنے اور انھیں اپنی جائیداد میں وارث بنانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ شیعہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ اور ازواجِ مطہرات میں سے صدیقہ کائنات، فقیہہ اُمت، محبوبہ محبوب رب العالمین، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت صدیق (جن کے والد صحابی، جن کے ادا صحابی، جن کے بھائی صحابی اور جن کے بھتیجے صحابی) کے گستاخ ہیں اور نیچے امام العاشقین، زبدۃ العارفین، فخر الامم والفقہاء والمحدثین، شیخ طریقت مفتیان عظام والمحدثین الکاملین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا فتویٰ بغور پڑھیے، آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ ڈاکٹر صاحب کی ان خرافات کی زد میں کون کون آ رہا ہے؟ اور کس کس کو دو کیا جا رہا ہے؟

..... بقیہ صفحہ نمبر ۱۹ پر.....

Monthly

Ahl-e-Sunnat

Gujrat - Pakistan

Regd. No. CPL 73

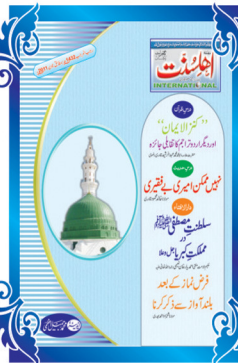
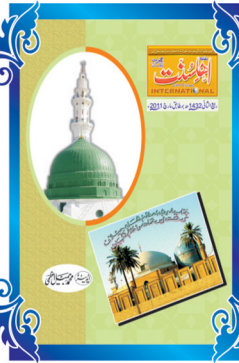
www.qadriaashrafia.com

Mob:0333.8403147/0313.9292373



ماہنامہ اہل سنت 2011

کے بارہ شماروں کے ٹائٹلوں کی ایک جھلک



دفتر ماہنامہ "اہل سنت" الجامعۃ الاشرفیہ عالمی مسجد کرنی گجرات

0333.8403147/0313.9292373

خط و کتابت اور
ترسیل زر کا پتہ